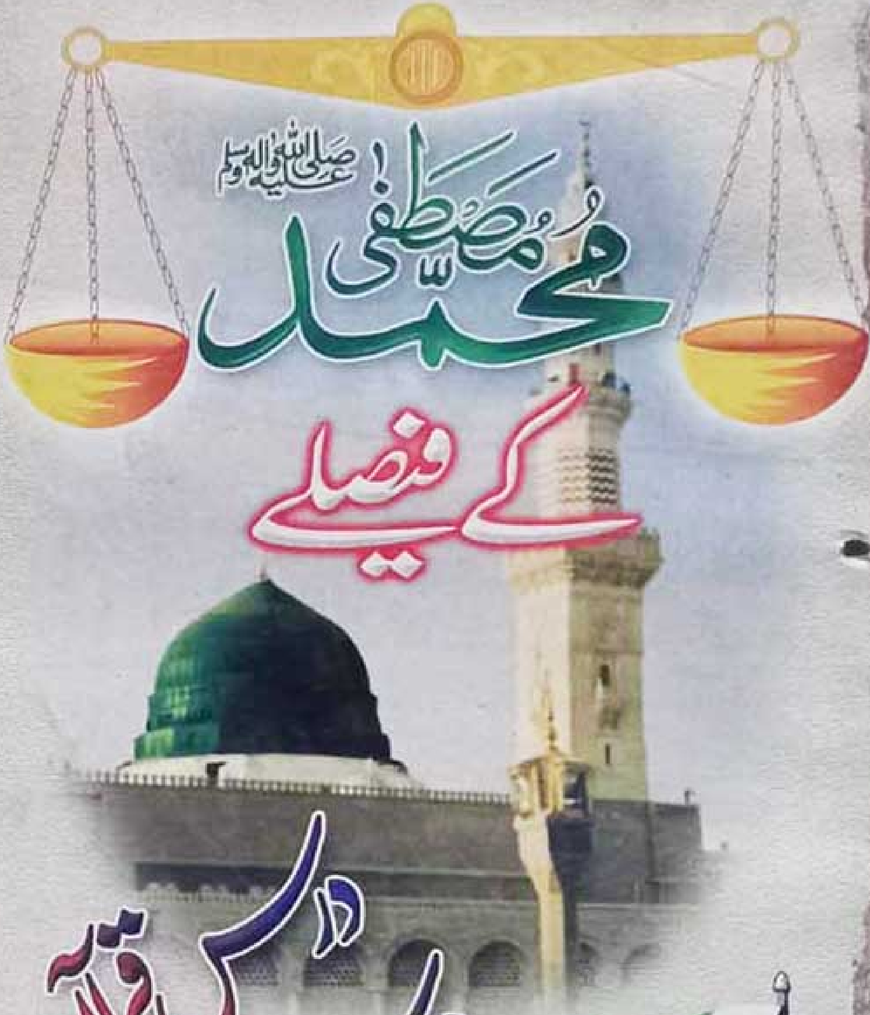
مجلہ
ماہنامہ
الحقیقہ
پاکستان

ختم نبوت پر
اللہ
رسول
محمد

ایک اور حملہ
ابو طلحہ نوری





توحید
اور محبوبانِ خدا کے کمالات
قبلہ آسی صاحب



غلام مصطفیٰ مجددی

قومی تقریبات اور
ہماری شرمندگی
ادارہ



مرزا غلام احمد قادیانی
کی انگریز دوستی
عبدالحکیم اختر
شاہجہانپوری

حمد و نعت

کسے نعت کا ہو یارا ، ہو ثنا کا کِس میں دم خم وہ خِرد سے ماوَرا ہے یہاں عقل و ہوش مُبہم

وہی خالق دو عالم ، یہی رحمت مجسم ! وہ خدا خدائے واحد ، یہ نبی نبی اعظم

نہ کوئی شریک اس کا ، نہ کہیں جواب ان کا وہ خدائے عرش و کرسی ، یہ رسول جن و آدم

میں ہوں اس خدا کا بندہ جو ہے اول اور آخر ! میں ہوں اُس نبی کا منگتا جو ہے فاتح اور خاتم

بخدا خدا کا بندہ وہی جو ہے ان کا منگتا ! کہ انہی کے در کے سائل ہیں کلیم و ابن مریم

یہی زندہ کرنے والے، یہی جھولی بھرنے والے نہ مسیح کی طلَب ہے نہ مجھے تلاش حاتم

جو خدا سے مانگنا ہے تو نبی کا عشق مانگو جو نبی سے مانگنا ہے تو رضائے رب اکرم!

یہی کام آئے سب کے، یہی کام آئیں سب گے انہیں رب نے ہے بنایا غم دو جہاں سے محرم

(لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ)

وہ جلال روزِ محشر وہ غضب کی دھوپ سر پر ہاں یہی کریں گے سایہ حمد رب کا پرچم

وہ گھڑی بھی آئے یارب کہ ہوں ان کے در پہ حاضر مرے لب پڑھیں درودیں، مری آنکھ برسے چھم چھم

کروں شکر کیوں کر آسؔی ، یہ کرم ہے شیخ کا ہی
جو ہے دل میں سوزِ الفت، جو ہے آنکھ میری پرنم

پروفیسر محمد حسین آسؔی

یا ایها النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم

اے نبی جہاد کرو کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کرو (التوبہ ۷۳)

ماہنامہ

مجلہ الحقیقہ

پاکستان کا

رجب ۱۴۲۴ھ ستمبر 2003ء جلد نمبر 3 شمارہ نمبر 12

زیر سرپرستی

مفکر اسلام حضرت علامہ

مولانا

پروفیسر محمد حسین آسی

نقشبندی قادری

فہرست

۱	کلمۃ الحقیقہ	پروفیسر محمد حسین آسی	۲
۲	انتخابات کی ضرورت و صورت	پروفیسر محمد حسین آسی	۵
۳	درس قرآن	غلام مصطفےٰ مجددی	۱۰
۴	درس حدیث	غلام مصطفےٰ مجددی	۱۲
۵	توحید اور محبوبان خدا کے کمالات	پروفیسر محمد حسین آسی	۱۴
۶	محمد مصطفےٰ ﷺ کے فیصلے	غلام مصطفےٰ مجددی	۱۹
۷	معراج پاک اور چاند کا سفر	مولانا محمد بشیر کوٹلوی	۲۳
۸	حضرت امام اعظم اور علم حدیث	غلام مرتضیٰ ساقی	۳۰
۹	زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم رکن ہے	سید محمود احمد رضوی	۳۴
۱۰	مرزا غلام احمد قادیانی کی انگریز دوستی	عبدالحکیم خان اختر شاہجہانپوری	۳۹
۱۱	ختم نبوت پر ایک اور حملہ	ابو طلحہ نوری	۴۳
۱۲	خبر نامہ	محمد طاہر نقاش	۴۴
۱۳	شیران اسلام کنونشن	عبدالرشید	۴۷

زر تعاون

پاکستان (فی پرچہ) 10 روپے سالانہ بذریعہ ڈاک -/124 روپے

	فی پرچہ	سالانہ چندہ
یورپ	1 پونڈ	10 پونڈ
یو ایس اے	1.5 ڈالر	15 ڈالر
عرب ممالک	3 ریال	30 ریال

رابطہ: صوفی محمد آصف نقشبندی انچارج دفتر الحقیقہ نقش لاثانی نگر شکر گڑھ

پبلشرز: پروفیسر محمد حسین آسی نے احمد دین پرنٹرز داتا مارکیٹ لاہور سے چھپوا کر مرکزی دفتر مجلہ الحقیقہ نقش لاثانی نگر، شکر گڑھ فون نمبر: 451734 (نارووال) سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

یونس-۶۳

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

کلمۃ الحقیقہ

اداریہ

قومی تقریبات اور ہماری شرمندگی

سرپرست اعلیٰ کے قلم سے

زیرنظر "الحقیقہ" ماہ ستمبر ۲۰۰۳ء سے گویا ہجری تقویم کے اعتبار سے ۳ رجب سے ۳ شعبان تک کے عرصے سے متعلق ہے۔ ملی اعتبار سے شب معراج جیسی اہم مقدس رات اسی دورانیے میں ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۲ شعبان کو ہوا، وہ بھی اسی میں داخل۔ پھر ملکی تاریخ میں ۶ ستمبر، ۷ ستمبر، ۱۱ ستمبر کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے۔ (اگرچہ ہماری ملکی تاریخ بھی ملی تاریخ کا ہی ایک باب ہے) ان سب ایام کو تزک و احتشام سے منانا ایک ملی فریضہ ہے مگر کیا کریں ہمارا شعور بیدار ہے اور نہ ملت کے ساتھ ہمارا رابطہ ہی استوار ہے، دن آتے ہیں گزر جاتے ہیں اور ہماری شرمندگی و ندامت میں اضافہ کر کے چلے جاتے ہیں، وہ دولت جسے 'ولولہ تازہ' کہتے ہیں، ہمیں میسر نہیں آتی اور صورت حال اور بھی ڈراؤنی ہو جاتی ہے۔ آیئے اب ایک ایک دن کا تذکرہ الگ الگ کریں، شاید اللہ کی رحمت جوش میں آ جائے، ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما دے اور اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل ہم 'نکموں' کو بھی 'کام کا آدمی' بنا دے۔ (اور یہ امید اسی ذات کامل الصفات سے کی جا سکتی ہے جو ارحم الراحمین ہے۔)

شب معراج: یوں تو سارا رجب المرجب نہایت ہی مقدس مہینہ ہے اور حرمت والے ان چار مہینوں میں داخل ہے جن کا احترام زمانہ جاہلیت میں بھی کیا جاتا تھا۔ گویا ان کی عظمت ایسی مسلمہ تھی کہ جنگجو بدو بھی اپنی سفاکیوں سے منہ پھیر لیتے تھے۔ حضور پر نور ﷺ نے اسے اپنی امت کا مہینہ قرار دیا ہے اور صدقات و خیرات کی بڑی ترغیب دی ہے۔

ماہ رجب کی ان مسلمہ عظمتوں کو جس نے چار چاند لگائے ہیں وہ ہے شب معراج۔ اس رات اللہ کے حبیب اعظم، انبیاء علیہم السلام کے امام اعظم اور کائنات کے محسن اعظم ﷺ رات کے قلیل ترین سفر پر روانہ ہوئے اور ایک آن کے اختتام سے پہلے پہلے بیت المقدس میں انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی امامت کر کے، ساتوں آسمان بلکہ عرش معلیٰ اور نوے ہزار پردوں کو طے کر کے خاص حریم ناز میں اپنے اللہ کو سر کی آنکھوں سے بے حجاب دیکھنے کا لاثانی شرف حاصل کرنے کیلئے پہنچ گئے اور ہزاروں راز و نیاز کی باتیں کر کے اسی طرح تیز ترین رفتار سے واپس بھی تشریف لے آئے۔

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروڑوں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آ لئے تھے

آقا کی عظمت کا جو نشان بھی ظاہر ہو، اس کے غلاموں کے لئے باعثِ عزت و شرف ہی نہیں، وجہ سکون و کامرانی بھی ہے۔ یقیناً اللہ کے حبیب ﷺ کی لاثانی معراج کا واقعہ جس کی بلندی و تفصیل کا تصور بھی دوسرے انبیاء علیہم السلام نہیں کر سکتے اور جہاں شب معراج میں اور جس انداز میں حضور پرنور ﷺ جسم پاک سے پہنچے ہیں، دوسرے مرسلین علیہم السلام کی ارواح پاک بھی نہیں پہنچ سکتیں، ہم غلاموں کیلئے نہایت اعلیٰ درجے کے انبساط و مسرت کا سامان رکھتا ہے۔ پھر بھی ہم جب اپنا حال دیکھتے ہیں تو شرمندہ شرمندہ سے لگتے ہیں۔ آقا ﷺ کا عروج بے مثال ہے تو ہماری پستی بھی شرمناک ہے۔ ایسے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثنا کے امتی ہونے کا شرف حاصل کر کے ہمیں بھی کچھ دوسری قوموں سے آگے ہونا چاہیے تھا، اور اگر ہمارے نبی ﷺ انبیاء علیہم السلام کے امام ہیں تو ہمیں دوسری قوموں کا امام بننا چاہئے تھا، مگر افسوس ہماری صورت بالکل برعکس ہے۔ کس منہ سے ذکر معراج کریں اور اپنے آقا و مولا ﷺ کے عروج کی داستانیں سنائیں۔ نہ ماننے والے چاند پر بھی پہنچ گئے اور ماننے والے ابھی تک چاند کے طلوع پر جھگڑتے رہتے ہیں۔ (کہ نکلا یا نہیں اور صبح عید ہوگی کہ نہیں)

۲ شعبان المعظم: یہ تاریخ سراج الامہ، امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہٗ کے وصال کی ہے، جوامت کے عظیم محسنین میں سے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جو خود ایک عظیم حوالہ ہیں، فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں۔

'مجھے دکھایا گیا (یعنی حضور پرنور ﷺ کی طرف سے) کہ حنفی مذہب میں ایک عظیم راز ہے۔ میں اس مخفی راز کو غور سے دیکھتا رہا اور میں نے اس میں وہ بات پائی جس کا میں ذکر کر چکا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ فقہی مذہب کے حق میں جو دقیق پہلو ہے، اس کے لحاظ سے آج اس زمانے میں حنفی مذہب کو باقی سب مذاہب پر ترجیح حاصل ہے۔ (شاہ ولی اللہ کے افکار و نظریات از مولانا صوفی محمد صدیق ضیاء)

یوم دفاع: پاکستان کی تاریخ میں ۶ ستمبر کو یوم دفاع بڑے اہتمام سے منایا جاتا ہے۔ ہاں ہاں یہی وہ دن تھا جب بھارت نے رات کی تاریکی میں بارڈر پر حملہ کیا تھا اور چند روز تک مقابلہ کرنے کے بعد بہت بری طرح شکست کھا کر دم دبا کر بھاگ نکلا تھا۔ یہ جنرل ایوب کا دور تھا اور ساری قوم سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح متحد و منظم تھی اگرچہ اس عظیم دن کو ہر سال بڑے اہتمام سے منایا جاتا ہے مگر افسوس! آج قوم یک جان و یکدل نہیں ہے۔ کونسا ادارہ ہے جہاں جاسوس نہیں، پاکستان کے اندر امریکی فوجیوں کا گشت کرنا او۔ یہاں بعض ہوائی اڈوں پر ان کا کنٹرول سنبھالنا از حد خطرناک ہے۔ حکومتی پالیساں یوں لگتا ہے جیسے دشمنوں کو خوش کرنے کیلئے بنائی جاتی ہیں۔ قوم کا یا ملک کا مفاد قطعاً پیش نظر نہیں۔ دفاع کے باب میں حکومت جو کچھ کر رہی ہے افسوناک ہی سہی مگر مخالفین حکومت کا کردار بھی تسلی بخش نہیں، فضل الرحمٰن نے ہندوستان جا کر کیا کیا گل نہیں کھلائے مگر حکومت کے کان پر جوں رینگی نہ حزب اختلاف نے نوٹس لیا۔ معاذ اللہ سوچئے ایل۔ او۔ ایف زیادہ ضروری ہے یا قیام کا استحکام، ہمیں تو موضع جموال کا وہ سیدھا سادا ان پڑھ شخص جو بھٹو کے عشاق میں سے تھا، ملی غیرت کے میدان میں اچھا لگتا ہے کہ جب بینظیر نے ایک بیان ہندوستان کے حق میں دیا، بقول چوہدری وقار تو وہ بولا 'ایہ وی ہن گندی ہو گئی اے'۔ سچ ہے جہاں ایمان ہے، وہیں غیرت ہے۔

۷ ستمبر: بالیقیں ۷ ستمبر بھی ہماری ملکی بلکہ ملی تاریخ کا ایک نہایت اہم دن ہے۔ ہاں ہاں یہ وہی دن ہے جب ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے دجال کذاب مرزا قادیانی کی امت کو اقلیت قرار دیا تھا۔ حقیقت یہی ہے کہ دور حاضر میں اسلام کا سب سے بڑا دشمن اور حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کا سب سے بڑا باغی یہی مرزا تھا، وہ اپنے بار بار کے اعتراف کے مطابق انگریزوں کا خود کاشتہ پودا تھا اور اس کی شیطانی وحی کا سب سے اہم عنوان 'جہاد کی منسوخی' تھا۔ یعنی انگریزوں نے جو اس بدبخت کے سر پر جعلی نبوت کا جھوٹا تاج رکھا تو یہی مقصود تھا کہ مسلمانوں کو جہاد سے روکے۔

حق یہ ہے کہ کفار کو مسلمانوں کے 'جہاد' سے بڑی وحشت ہے۔ آج بھی امریکہ، برطانیہ اور ان کے ہمنوا مسلمانوں کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے 'بے خطر، بے ضرر، اور بے تاب و تواں' بنانے کیلئے ان سے یہی ہتھیار چھیننا چاہتے ہیں، موجودہ حکومت جس کا دور دورِ جہاد ہونا چاہئے تھا، منفی مقاصد کیلئے کام کرتی دکھائی دیتی ہے،

اور سب سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ نبوت کے جھوٹے مدعی کے امتی پھر کہیں سے حشرات الارض کی طرح نکل رہے ہیں۔ جس حکومت کا سربراہ پرویز مشرف ہو، جس کے صوبے کا گورنر مقبول ہو، اس میں عظیم سائنسدان عبدالقدیر خاں کی بجائے عظیم غدار اور جاسوس عبدالسلام کو بطور نمائندہ سائنسدان کے پیش کیا جائے، کتنے افسوس کی بات ہے۔ پرویز الٰہی جیسا غیرت مند وزیر اعلیٰ جو داتا صاحب قدس سرہٗ کے مزار پر غسل کے وقت حاضر ہونا اپنی شان کے خلاف سمجھتا ہے، یہ سب کچھ دیکھ رہا ہے اور برداشت کر رہا ہے۔ ؎ "شرم تم کو مگر نہیں آتی"۔

ہمیں سب سے زیادہ گلہ حزب اختلاف سے ہے جو احتجاج میں سارے اخلاقی حدود پھلانگ جانے کو بھی محسوس نہیں کرتی، ان باتوں سے کتنی بے نیاز ہے۔ گویا یوں سمجھئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صرف لفظ 'جمہوریہ' پر شور وغل اور اس سے پہلی نسبت 'اسلامی' کی طرف حزب اقتدار کی توجہ ہے نہ حزب اختلاف کی۔ ایک گروہ چیخ رہا ہے کہ جمہوری دور آگیا دوسرا کہتا ہے نہیں آیا، 'اسلام' کے بارے میں کسی کو فکر نہیں۔ مگر یاد رکھیں، جس نے پاکستان کا تصور دیا تھا، اس کی بات

؎ قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذب باہم جو نہیں، محفل انجم بھی نہیں

یوم قائد اعظم: بانی پاکستان قائد اعظم حضرت محمد علی جناح علیہ الرحمۃ قیام پاکستان سے ایک سال بعد یعنی ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو راہی ملک بقا ہو گئے تھے۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون" اسی نسبت سے ہر سال ۱۱ ستمبر کو یوم قائد اعظم کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اس دور کے ہمارے محسن اعظم حضرت قائد اعظم کا دن بلکہ عرس واقعی شایان شان طریقے سے منانا چاہئے۔ مگر اپنی عظمت و تقدس کے باوجود یہ دن بھی ہمارے لئے سامان ندامت و عبرت رکھتا ہے۔ ہاں ہاں ہم قائد اعظم کی روح سے شرمندہ ہیں جنھوں نے دن رات ایک کر کے پاکستان کی امانت ہمارے سپرد کی مگر ہم نالائق اس کی حفاظت بھی نہ کر سکے۔

؎ گلۂ جفائے وفا نما کہ حرم کو اہل حرم سے ہے
کسی بتکدے میں بیاں کروں تو کہے صنم بھی ہری ہری

19-08-2003

ایک عظیم کرم فرما کا کرامت نامہ

حضرت قبلہ پروفیسر محمد حسین آسیؔ صاحب۔ زید مجدہٗ

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ طالب خیریت بخیریت۔ مجھے آپ کے احباب کی وساطت سے آپ کی خیریت معلوم ہوتی رہتی ہے اس ماہ ماہنامہ الحقیقہ میں مجھے کچھ تبدیلیاں نظر آئی ہیں، جن پر اظہار خیال کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

فنی اعتبار سے آپ کے سارے رسالے کی کمپوزنگ نہایت نفاست سے ہوئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ پہلے کی نسبت سے ڈیڑھ گناہ مواد چھپا ہے اور کمپوزر نے نہایت نفاست سے اپنا کام کیا ہے، اگرچہ سرخیاں میرے ذوق کو ناگوار گزریں ہیں۔ مگر آہستہ آہستہ آپ کا کمپوزر اس پر قابو پالے گا۔ مجھے اندر کا پہلا صفحہ تو بالکل پسند نہیں آیا، خواہ مخواہ بے مقصد ناموں کی بھرمار ہے، اسے ذرا جاذب نظر بنائیے، اور اس پر بوجھ ہلکا کیجئے۔ کمپوزر کو کہیں کہ وہ قلمدان تحریر اور نفیس بنائے۔ آپ کا اداریہ پڑھ کر لطف آیا۔ آپ کی ایک اور تحریر علمی اور سیاسی طور پر بہت عمدہ ہے جناب غلام مصطفےٰ مجددی کے دو مضمون بڑے عمدہ ہیں، خُلق اور خَلق کو اچھے طریقے سے نبایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قلم وفکر میں مزید توانائی دے، وہ آپ کی شاگردی میں نظم بھی اچھی لکھنے لگے ہیں۔ حضرت پیر کرم شاہ صاحب کا مضمون پرانا ہے، مگر آپ نے بڑے موقع پر شائع کیا ہے۔ حضرت پیر صاحب نے اپنے موضوع کو بڑا مضبوط بنایا ہے۔ ماشاء اللہ۔ اس کی ضرورت تھی۔

یہ تحریر ٹوٹے ہوئے قلم سے لکھ رہا ہوں، میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کو ماہنامہ الحقیقہ کو انداز نو دینے پر مبارکباد کہوں۔

والسلام

اقبال احمد فاروقی

اتحاد ملت کی ضرورت و صورت (۹)

پروفیسر محمد حسین آسی

جس سے انھوں نے مندرجہ بالا نتیجہ اخذ کیا۔

”مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان کی صورت میں ہمیں ایک انعام عظیم بخشا جو ہماری کوتاہیوں، کم نظری، سیاسی ہوس اور نالائقی سے نصف رہ گیا، البتہ یہ ایک الگ مسئلہ ہے کہ مشرقی پاکستان آج بھی مشرقی پاکستان ہے، صرف اس کا نام بدلا ہے۔ وہ اپنے مزاج 'ہندو دشمنی' اسلامی پس منظر اور فکر و نگاہ کے حوالے سے اب بھی مشرقی پاکستان ہے۔

لیکن اس سانحے میں بھی ایک ایسا نقطہ پنہاں ہے جس پر غور کریں تو حیران کن اشارے ملتے ہیں اور فہم و فراست کے نئے دروازے کھلتے ہیں، ذرا غور کیجئے کہ بظاہر پاکستان توڑنے کی ذمہ داری تین سیاسی کرداروں پر عائد کی جاتی جبکہ چوتھا کردار فوجی تھا۔ قدرت کے انتقام پر غور کریں کہ وہ تینوں سیاسی کردار یعنی اندرا گاندھی، شیخ مجیب الرحمٰن اور ذوالفقار علی بھٹو غیر فطری موت کا نشانہ بن کر عبرت کی داستانیں چھوڑ گئے۔ اندرا گاندھی خود اپنے محافظوں کی گولیوں کا نشانہ بنی، مجیب الرحمٰن اور اس کے خاندان کی نعشیں کئی گھنٹوں تک بے گور و کفن اپنے گھر کی سیڑھیوں پر پڑی رہیں اور بھٹو ایک قتل کیس میں سزا پا کر پھانسی چڑھ گیا۔ کیا یہ محض ایک حادثہ اور اتفاق تھا۔ اگر اتفاق ہی تھا تو ایک یا دو کرداروں کے ساتھ پیش آیا ہوتا، تینوں کا انجام ایک سا کیوں ہوا۔ رہا چوتھا فوجی کردار یحییٰ خاں تو وہ بھی گھر کی قید میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرا اور اپنے پیچھے نفرت کی عبرتناک کہانیاں چھوڑ گیا، عالمی تاریخ گواہ ہے کہ ملک بنتے اور ٹوٹتے رہتے ہیں، سکڑتے اور پھیلتے رہتے ہیں اور قوموں کے جغرافیے بھی بدلتے رہتے ہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ ہماری نگاہوں کے سامنے (USSR) نامی ایک سپر پاور نے ٹوٹ کر کئی آزاد ممالک کو جنم دیا۔ پولینڈ، بوسنیا، اور سربیا وغیرہ کی تاریخ ہمارے ذہنوں میں تازہ ہے لیکن مجھے عالمی تاریخ میں کوئی ایسی مثال نہیں ملی جہاں ملک ٹوٹنے پر کسی گورباچوف کو پھانسی چڑھایا گیا ہو یا کسی ذمہ دار کردار کو سبق آموز سزا ملی ہو جبکہ پاکستان میں قدرت کا یہ انتقام صرف ایک نسل تک محدود نہیں رہا۔ میں نے عرض کیا تاکہ غور کرنے والوں کیلئے اس میں عبرت کا بے پناہ ساماں موجود ہے۔ کبھی آپ نے غور کیا کہ پاکستان توڑنے والے تینوں کرداروں کی غیر فطری اور عبرتناک موت کے بعد ان کی آئندہ نسل میں سے بھی کسی مذکر/مرد کو فطری موت نصیب نہیں ہوئی۔ اندرا گاندھی کے دو بیٹے تھے۔ ایک ہوائی جہاز کے حادثے کا شکار ہوا جبکہ دوسرا بم کا نشانہ بنا۔ مجیب الرحمٰن کی فیملی کے مرد ارکان اس کے ساتھ ہی گولیوں کا نشانہ بنے۔ بھٹو کا ایک جوان بیٹا فرانس میں غیر فطری موت مرا جبکہ دوسرا کراچی میں اس وقت گولیوں کا نشانہ بنا جب اس کی بہن ملک کی وزیر اعظم تھی، کیا یہ سب کچھ محض اتفاقیہ ہے؟ سوال یہ ہے کہ یہ اتفاق صرف سقوط مشرقی پاکستان کے تین کرداروں کے ساتھ ہی کیوں ہوا؟ پھر سبھی کرداروں کے ساتھ کیوں ہوا؟

ڈاکٹر صاحب موصوف نے پاکستان کی عظمت وتقدس کو منوانے کیلئے ایک وجہ یہ بھی دی ہے کہ جس رات اس کے قیام کا اعلان ہوا وہ ماہ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات تھی یعنی شب قدر۔ اور پہلا یوم پاکستان جمعۃ الوداع کے روز منایا گیا تھا۔ اس سلسلے میں یہ جملہ قابل غور ہے۔

''رمزیں صرف رمز شناس ہی سمجھ سکتے ہیں اور یہ اشارے صرف ان کیلئے ہوتے ہیں جن کے باطن منور اور دل شفاف ہوتے ہیں۔ آپ چاہیں تو مجھے توہم پرستی، رجعت پسندی اور ضعیفی الاعتقادی کا طعنہ دے لیں لیکن مجھے تو اشارے غور وفکر کا سامان لگتے ہیں۔

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے اس کے ٹوٹنے کے اسباب پر روشنی ڈالی ہے اور بتانے کی کوشش کی ہے کہ قدرت کوئی تحفہ یا انعام بخشے تو اس کے سنبھالنے کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں، ان آداب اور تقاضوں کو پورا نہ کیا جائے تو پہلے وارننگ ملتی ہے اور سزا بھی، ہمارے ساتھ یہی کچھ ہوا، اور پھر ڈاکٹر صاحب نے اسی ضمن میں اس کے توڑنے والوں کی غیر فطری موت کا ذکر کیا ہے جو آپ نے اوپر ملاحظہ فرمایا۔

مجھے اس نقطہ نظر سے پوری طرح اتفاق ہے، اور اسی کی روشنی میں موجودہ حکمرانوں اور ان کے حریفوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اپنے طرز عمل پر ذرا نظر ثانی کر لیں، ایسا نہ ہو کہ ہم وارننگ کے دور سے گزر کر دوبارہ کسی سزا کی لپیٹ میں آ رہے ہوں، ہمارے ذرائع ابلاغ جس قسم کی فحاشی اور بے حیائی پھیلا رہے ہیں یہ پاکستان کے تقدس کے خلاف ہے۔ ہماری عوام جس ذوق وشوق سے بھارتی گانوں کے دلدادہ ہوتے جا رہے ہیں، یہ ان کے انتہائی بے شرم وحیا باختہ ہونے کی دلیل ہے۔ بھارتی مہمانوں کی ٹی۔ وی پر مناظرانہ سی کیفیت پیش کر کے اسلام اور پاکستان کے بارے میں انھیں زہر اگلنے کا موقع دینا اور ان کے مقابلے میں ہمارے نالائق اور احمق وزراء و نمائندگان کو لاجواب ثابت ہونے دینا پوری قوم کی بدنصیبی، ذہنی شکست اور بے آبروئی کے مترادف ہے۔ کہاں تاریک شرک آلود ہندی اذہان اور کہاں توحید کے روشن دل فرزند، مگر پورے پاکستان سے ایسے لوگوں کو مقابل لانا جن میں منصب وزارت کے حصول سے ہٹ کر کوئی خوبی نہیں ہے۔ کتنے افسوس کی بات ہے۔ کہ اس قسم کے افسوسناک مناظر حکومت کی خصوصی نظر کا نتیجہ ہے یا کسی بہت ہی گھناؤنے فیصلے کی تمہید ہے۔ ہندوؤں کے نمائندے پاکستان میں آتے ہیں تو دھڑے سے نظریہ پاکستان کے خلاف اکھنڈ بھارت کی بات کرتے ہیں اور ہمارے بعض بے غیرت نمائندے یہاں بھی اور بھارت جا کر بھی ان کی ہاں میں ہاں ملانے کے سوا کچھ نہیں کرتے، کیا یہ سب کچھ امریکہ کے اشارے پر ہو رہا ہے۔ یا بت ہندو کی اداؤں نے فکر ونظر کو مبہوت کر کے رکھ دیا ہے۔

واللہ! ہم پاکستان کو حضور پرنور ﷺ کا تبرک سمجھتے ہیں، جو شخص اس کی جتنی خدمت سرانجام دیتا ہے، اسے اتنا ہی بارگاہ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) سے قریب سمجھتے ہیں اور جو جتنا اس کا دشمن ہے یا اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے، اتنا ہی بارگاہ رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے اسے دور اور بدنصیب خیال کرتے ہیں۔ پاکستان کا دشمن ہو اور غوث وقطب بن کر ہی ہمارے سامنے کیوں نہ آئے ہم اسے غوث وقطب کی بجائے دجال وکذاب سمجھیں گے تحریک پاکستان پر غور کریں تو یہ حقیقت اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔ اللہ کے سب پاک بندے اور حضور نبی کریم ﷺ کے سب عشاق پاکستان کی تحریک میں دامے درمے قدمے سخنے حصہ لے رہے تھے، اور قائداعظم کا ساتھ دے کر مسلم لیگ کی قوت بڑھا رہے تھے۔ بریلی شریف، بدایون، اور دوسرے ایسے مراکز اہلسنت جنھیں اگرچہ قیام پاکستان کی صورت میں بھی انڈیا ہی میں رہنا تھا، فکر ونظر اور ترقی وعمل بے اعتبار سے پاکستان کی حمایت میں تھے کیونکہ ہر ایک کو مرکز سے (یعنی ساری کائنات کے صدر مقام مدینہ طیبہ) سے اشارے ہو چکے تھے۔ مگر اس کے برعکس دیوبند یعنی کانگریسی مولویوں کا مرکز ہی گاندھی پر سو سو جان سے قربان نہیں ہو رہا تھا بلکہ وہ علاقے جو پاکستان میں شامل ہونے والے تھے بھی اپنے بکے ہوئے دیوبندی ملاؤں کے زیر اثر پاکستان کی مخالفت پر کمربستہ تھے۔ ہاں نہایت قلیل التعداد دیوبندی اور ایک دو غیر مقلد علماء پاکستان کے حامی تھے، مگر یہ وہی تھے جنھیں اپنے مخصوص فرقے میں شامل ہونے کے باوجود کچھ نہ کچھ اپنے کلمے کی بھی شرم تھی، مثلاً مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی غیر مقلد تھے اور مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی تھے مگر ان دونوں حضرات نے پاکستان کی حمایت کی، اس لئے کہ وہابی دیوبندی ہوتے ہوئے بھی یہ بڑے محتاط تھے۔ اور گستاخ ملاؤں کے شاگرد اور استاد ہونے کے باوجود خود حضور ﷺ کے بارے میں ایسی زباں درازیوں سے بچے ہوئے تھے جو دوسروں کا روزمرہ کا وطیرہ تھیں۔

اب آیئے اسی قسط کے ایک اور اقتباس کی طرف!

''مولانا حسین احمد مدنی کانگرس کے ممتاز لیڈر اور تقسیم ہند کے مخالف تھے۔ اس کے بارے میں یہ واقعہ میں

نے کئی بزرگوں سے سنا ہے کہ 45-1946 کے انتخابات کے ضمن میں کانگریس کیلئے ووٹ مانگنے کی غرض سے بنگال کا دورہ کر رہے تھے اور ان کے ہمراہ بہت سے مریدان اور سیاسی کارکن بھی تھے، اس انتخابی مہم کے دوران ایک دن انھوں نے نماز فجر کی امامت کے بعد اپنے محدود حلقے میں تقریر کرتے ہوئے کہا آج رات مجھے نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ پاکستان کے قیام کا فیصلہ ہو چکا ہے، جب مولانا مدنی یہ کہہ چکے تو ایک مرید اٹھا اور اس نے کہا کہ حضرت چلئے اور مسلم لیگ کا ساتھ دیجئے، ۔اب اس کے بعد کانگریس کیلئے انتخابی مہم چلانے کا کوئی جواز نہیں اس کے جواب میں مولانا مدنی نے کہا کہ دینی معاملات میں حضور کی پیروی فرض ہے لیکن تکوینی وسیاسی معاملات میں نہیں، مجھے چونکہ اس واقعے کی کوئی کتابی سند نہیں مل سکی۔ محض کئی بزرگوں سے سنا اور بعض اخباری مضامین میں اس کا ذکر پڑھا ہے، اس لئے اس پر تبصرہ نہیں کرنا چاہتا''

قارئین سے عموماً اور جناب ڈاکٹر صفدر محمود سے خصوصاً اپیل ہے کہ بتائیں مولانا مدنی نے تکوینی وسیاسی معاملات میں حضور نبی کریم ﷺ کی پیروی کا ضروری نہ ہونا کس آیت یا کس حدیث سے اخذ کیا ہوگا ہرگز ہرگز یہ کسی آیت یا حدیث کی مراد نہیں.....................

قرآن پاک میں یا حدیث پاک میں غیر مشروط وغیر محدود اطاعت رسول ﷺ کا جو حکم دیا گیا ہے، کیا اس سے سیاسی معاملات مستثنےٰ ہیں۔ نہیں؟ کیا اسلام کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں اور کیا کتاب وسنت میں سیاست کے بارے میں کسی قسم کے احکام یا ہدایات نہیں؟ کیا پوری تاریخ اسلام میں کوئی اور بھی ایسا شخص گزرا ہے جس نے یہ نقطہ نظر پیش کیا ہے۔ کیا حضور پر نور ﷺ نے بہترین حکومت وسیاست کا کوئی تصور نہیں دیا اور خلفائے راشدین کا نظام حکومت کتاب وسنت کی ہدایات کے مطابق نہیں تھا، کیا حسین احمد مدنی نے قرآن پاک میں یہ آیت نہیں پڑھی۔

''یـا ایھا الذین امنوا اطیعو الله و اطیعو الرسول و اولیٰ الامر منکم ج فان تنازعتم فی شیی فردوہ الی الله والرسول ان کنتم تو منون با لله والیوم الاخر ذلك خیر و احسن تا ویلاً ۝(النساء۵۹)

ترجمہ اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں، پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو، اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا(کنزالایمان)

غور کیا آپ نے۔ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت غیر مشروط ہے۔ ان کا ہر فیصلہ اٹل ہے۔ ہاں حاکم کی اطاعت غیر مشروط نہیں۔ اگر اس سے جھگڑا ہو جائے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں فیصلہ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اہمیت کیا ہے، فرمایا جارہا ہے۔

من یطع الرسول فقد اطا ع الله'' ج (النساء......۷۹)

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی، بیشک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

گویا دوسرے لفظوں میں جو بدنصیب حضور پر نور ﷺ کی اطاعت نہیں کرنا چاہتا یا اسے محدود ومشروط ٹھہراتا ہے تو وہی بدبخت اللہ کا باغی ہے اور اس کی اطاعت کا انکار کرنے کیلئے بہانہ سازی کرتا ہے، حسین احمد ٹانڈوی عرف مدنی کا حکم ان آیات سے تلاش کیجئے، یہ بدنصیب حضور اکرم ﷺ کا باغی نہیں، دراصل اللہ کا باغی ہے۔

جو حضور ﷺ کو حاکم نہ مانے، اس کے بارے میں قرآن پاک کا فتویٰ وفیصلہ کیا ہے۔ سنو

'' فلا و ربك لا یو منون حتیٰ یحکموك فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حر جاً مما قضیت و یسلموا تسلیماً ۝(النساء......۶۵)

ترجمہ: تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے، جب تک اپنے آپس میں جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرماؤ اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

'' وما کان لمومن و لا مو منة اذا قضی الله ورسولهٗ امراً ان یکون لھم الخیرة من امر ھم ط ومن یعص الله ورسولهٗ فقد ضل ضللاً مبینا ۝(الاحزاب...... ۳۶)

ترجمہ: اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرمادیں تو انھیں اپنے معاملے کا کچھ اختیار رہے اور جو نہ حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بیشک صریح گمراہی میں بہکا۔

کیا دیوبند کے شیخ الاسلام کو جسے اس کے معتقد یا بندے رب العالمین کہا کرتے تھے (جیسا کہ اسی مضمون کی گذشتہ قسطوں میں آپ نے ملاحظہ فرمایا) ان آیات کی خبر نہیں تھی، ان کے باوجود اسے یہ جرات کیونکر ہوئی کہ سیاسی معاملات میں حضور ﷺ کی اطاعت کو غیر ضروری قرار دے۔ کیا اس شتر بے مہار کو خلفیہ اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خطبہ اول جس میں آپ ﷺ نے اپنی طرز حکومت کی وضاحت کی تھی، کے یہ الفاظ بھول گئے۔

" اطعیونی ما اطعت الله ورسولهٗ"

ترجمہ: میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کروں۔

ہمیں ڈاکٹر صفدر محمود صاحب اور ان جیسے دوسرے مخلصین سے بھی یہ گلہ ہے کہ ایسے اہم مباحث میں یہ لوگ ڈنڈی مار جاتے ہیں۔ جب ان سے کتنے ''بزرگوں'' نے یہ واقعہ سنایا ہے تو پھر یہ کس کتابی حوالے کے منتظر ہیں کیا ہر کتاب کی ہر بات معتبر ہوتی ہے اور ہر زبان کی ہر گواہی غیر معتبر۔ جب کتنے ہی بزرگوں (یعنی ثقہ راویوں) سے سن لیا تو کیا شک رہا کیا صرف اس لئے کہ نام نہاد یہ شیخ الاسلام کا مسئلہ ہے۔ میں کہتا ہوں اگر حضور پرنور ﷺ کسی کے خواب میں تشریف لاکر وضاحت بھی فرمائیں کیا پھر بھی اہل محبت جانتے تھے یا نہیں کہ حضور پرنور ﷺ کی امت کیلئے پاکستان کتنا ضروری ہے۔ عشق والے تو اپنے اپنے مرتبے کے مطابق ہر وقت بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر رہتے ہیں، مگر افسوس نجد و دیوبند کا سیاہ ترین کارنامہ یہی ہے کہ انھوں نے اپنا تعلق بارگاہِ رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے توڑا اور پھر ساری امت کا تعلق توڑنے کیلئے کمربستہ ہو گئے۔

اب ہم سے سنئے، ہمارے نزدیک حسین احمد ٹانڈوی قسم کے لوگ ''ملت'' کی بنیاد نسبت رسالت کی بجائے 'وطن' کو قرار دیتے تھے۔ حضور پرنور ﷺ کے دیدار دل آفروز کے اہل ہی نہیں تھے۔ حضرت حکیم الامت علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے اسی بنا پر اسے 'بولہب' کہا تھا، اسی کو فرماتے ہیں۔

بہ مصطفٰے برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است

اس نے مریدوں پر اپنا رعب جمانے کیلئے کل کہیں یہ نہ کہہ دیں کہ پیر صاحب کی سیاست کا ناکام ہے اور انھیں حالات کا صحیح جائزہ لینے کا ملکہ نہیں۔ مولانا نے یہ خواب گھڑا تا کہ مرید بعد میں یہی سمجھیں کہ مولانا جانتے تھے کہ پاکستان بن کے رہے گا مگر پھر بھی بہادری سے گاندھی اور نہرو کا ساتھ نہ چھوڑا (کیونکہ یہ زیادہ مفاد) مگر اس کے لئے خواب گھڑنے کا جو انداز انھوں نے اختیار کیا، یہ قرآن پاک کی رو سے انھیں لا یـو مـنـون (وہ ایماندار نہیں) والے گروہ میں داخل کر چکا ہے۔ شیخ الاسلام تو کیا بیچارہ ایمان سے ہی خالی ہو گئے۔ یہ بات بھی ہو سکتی ہے کہ خواب وغیرہ تو کسی کو نہیں آیا ہاں پاکستان بننے کے بعد اسی ناپاک مقصد کیلئے یعنی جھوٹا رعب جمانے کیلئے کسی مرید نے اپنے شیخ کے نام سے یہ منصوبہ بندی کی ہو کیونکہ دیوبند کے کارخانے میں جھوٹ موٹ بہت کچھ چلتا ہے۔

مگر ہم پیر و مرید کو جھوٹا نہیں کہتے، ہم کہتے ہیں ہو سکتا ہے خواب آیا ہو اور حضور پرنور ﷺ اس کے خواب میں تشریف لاکر یہ حقیقت واشگاف کرانا چاہتے ہوں، حسین احمد ٹانڈوی ایسا بدبخت ہے کہ میرا حکم بھی نہیں مانتا، یہ سیاست کی پگڈنڈیوں میں ایسا کھو چکا ہے کہ نبوت کی روشنی سے بھی خود کو بے نیاز سمجھتا ہے، یہ گویا حضور پرنور ﷺ کا معجزہ ہے کہ مخلوق کے دل، دماغ فکر و نظر، جسم و جان سب کچھ آپ کے تصرف میں ہیں، حضور پرنور ﷺ ایک بدبخت کے خواب میں تشریف لاکر اسی کی زبان سے اس کے مردود ہونے کا اعلان کراتے ہیں تو آپ کے تصرفات سے کیا بعید۔ اللہ اکبر! ورنہ سوچیں ایسا خواب کسی کافر کو بھی آئے جس میں حضور پرنور ﷺ اسے سخت سے سخت حکم ارشاد فرمائیں تو عموماً وہ تعمیل کرتا ہے چنانچہ دلورام کوثری جیسے کئی ہندو اور غیر مسلم ایسے تھے جنھیں حضور ﷺ نے خواب میں تشریف لاکر مسلمان ہونے کا حکم دیا اور وہ صبح سویرے مسلمان ہو گئے، ایسا عموماً ناممکن ہے کہ حضور پرنور ﷺ کسی کو خواب میں کوئی حکم دیں اور وہ پھر بھی عمل نہ کرے۔ پھر ایسی صورت میں یہ اور بھی ناممکن ہے کہ وہ لوگوں کو اپنا خواب سنائے (یعنی خواب کے حکم پر عمل نہ کرے اور پھر لوگوں کو اپنا خواب سناتا پھرے (یہ تو معاذ اللہ اپنے منہ مردود و نافرمان ہونے کا اعلان ہے) اور حیرت ہے دیوبند کے شیخ الاسلام والمسلمین نے حکم تسلیم نہ کر کے گویا اپنے مردود ہونے کا اعلان کیا ہے، یہ غصے کی بات نہیں، ایمان کا تقاضا ہے کہ حضور پرنور ﷺ کی نافرمانی کا اعلان کرنے والے کو جو مردود نہ سمجھے، وہ بھی مردود ہو جائے گا۔ خدا کے ہاں عزت کے حصول کا ایک ہی طریقہ ہے، جناب محمد مصطفٰے احمد مجتبٰی علیہ التحیۃ والثنا پر اپنی عزت قربان کر دو، پھر دو جہان کی عزت تم پر نثار، اور اگر ان کی

غلامی کو عزت کا باعث نہ سمجھو تو یہی بوجہلی ہے، یہ بولہبی ہے۔

(۱) محمد ﷺ عربی کابروئے ہر دوسرا است
کسے کہ خاک درش نیست خاک برسراو

(۲) محمد ﷺ عربی کابروئے کا ہر درسرا است
کسے کہ خاک درش ہست تاج بر سراو

پہلے اور دوسرے شعر کے پہلے پہلے مصرعے کا یہی ترجمہ ہے کہ حضور ﷺ دو جہاں کی عزت وآبرو کا مرکز محور ہیں پہلے شعر کا دوسرا مصرع کہتا ہے 'جو حضور ﷺ کی خاک در نہیں بنتا اس کے سر پہ مٹی' دوسرے شعر کا دوسرا مصرع، اعلان کر رہا ہے جو حضور ﷺ کے در کی مٹی بن گیا، اس کے سر پر تاج'

سیاست میں نبی اُمّی رسول اکرم شفیع اعظم ﷺ کی ہدایت سے بے نیاز ہو کر اپنی من مانی یا کسی اور کی من مانی کرنا نجد و دیو بند کے ہاں عام بیماری ہے۔

ابھی چند روز قبل دیو بندی مولانا اجمل قادری نے اسی نقطہ نظر کی وضاحت کی ہے (جو اسی شمارے میں ایک دو جگہ اور بھی مذکور ہوا ہے) اخبار رپورٹ کے مطابق

''گذشتہ روز نواب زادہ نصر اللہ خاں کی رہائش پر صحافیوں سے باتیں کرتے ہوئے جے۔ یو۔ آئی (ق) کے سربراہ مولانا اجمل قادری نے کہا ہے کہ ہم نوابزادہ صاحب کو سیاست کا پیغمبر تسلیم کرتے ہیں اور ان کی سیاست میں ایمان لانے کا اعلان کرتے ہیں (سرراہے)۔ نوائے وقت ۲۰ اگست ۲۰۰۳ء)

دیکھا نوابزدہ نصر اللہ خاں کا مرتبہ جس نے پاکستان کے قیام کی مخالفت کی تھی اور حکومت کسی کی ہو سوا (بے نظری کے) ہمیشہ ہر حکومت کے خلاف جلوس نکالے ہیں تا کہ کسی دور میں بھی وطن عزیز مستحکم نہ ہو سکے، کی پیغمبری پر اگر چہ سیاست میں ہی سہی، ایمان لانے کا اعلان کر رہے ہیں۔ یہ ہے ٹانڈوی صاحب کا فیض، انھوں نے نبی کریم رسول آخر الزماں ﷺ کی سیاسی رہنمائی سے بغاوت کی اور گاندھی کی غلامی اختیار کی یا ان کی اصطلاح میں اسے پیغمبر مان لیا اور قادری نے نصر اللہ خاں کا امتی بن گیا ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم واضح ہو اور نبی کو نبی مان کر بھی حکم نہ مانیں (کہ ایک شخص خدا کو خدا مان کر اس کے حکم سے روگردانی کی)، اس کی مثالیں بہت کم ہیں۔ اس لئے پہلے ایک اور واقعہ اسی قسم کا ہو، اسے ملاحظہ فرمائیں۔

''ابن ابی الدنیا مکائد الشیطان میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت لاتے ہیں کہ ابلیس نے حضرت موسیٰ سے التجا کی اور کہا کہ اے موسیٰ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اپنی رسالت کے واسطے پسند کیا اور ساتھ تیرے ہمکلام ہوا اور میں چاہتا ہوں کہ میں توبہ کروں میری شفاعت کرتا کہ حق تعالیٰ میری توبہ قبول کرے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا میں مشغول ہوئے۔ جناب الٰہی سے حکم ہوا کہ حق تعالیٰ نے اس کی توبہ بسبب شفاعت کے قبول کی مگر یہ کہہ کہ حضرت آدم کی قبر کی طرف سجدہ کرے تا کہ عفو تیری تقصیر کا ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات ابلیس سے کہی۔ اس نے جواب میں کہا کہ جب آدم زندہ تھا، اس کو سجدہ نہیں کیا، اب مردہ کو کیونکر سجدہ کروں...... (الخ تفسیر عزیزی)

درس قرآن

غلام مصطفےٰ امجدی ایم اے

معراج کا سماں ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارشاد قرآن ہے

☆...... "والنجم اذا ھوی" اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔ (سورۃ النجم)

اشارات

☆...... اللہ تعالیٰ نے اس آیت قرآنی میں حضور صاحب معراج ﷺ کی شان معراج کا ذکر فرمایا۔

☆...... سورۃ النجم کی ابتدائی آیات مبارکہ میں معراج مصطفیٰ کا بیان ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ پہلے معراج سے اترنے کا ذکر کیا، بعد میں معراج پہ جانے کا ذکر کیا۔ اس میں یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ اگر چہ محبوب کا معراج پہ جانا بہت بڑا معجزہ ہے لیکن معراج سے اترنا اس سے بھی بڑا معجزہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیہ کرام فرماتے ہیں، تم حیران ہو کہ حضور گئے کیسے، ہم حیران ہیں حضور آئے کیسے۔

☆...... حضور پرنور ﷺ کی اصل وہ جہان نور ہے۔ جیسا کہ آیت قرآنی "من اللہ نور" سے ثابت ہے، لہذا "کل شیی یر جع الی اصلہٖ" یعنی ہر شے اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے، کے قانون فطرت کے مطابق جانا آسان ہے اور فطرت کے عین مطابق ہے، جبکہ اس جہانِ نور کو چھوڑ کر اپنی امت مرحومہ کی غمگساری کیلئے آنا انتہائی ایثار کی علامت ہے۔ آپ نے اس جہان نور کے جلوؤں کو دیکھا اور واپس آ گئے، اس لئے خدا تعالیٰ نے اس بے مثال ایثار کو سامنے رکھ کر معراج سے اترنے کا پہلے ذکر فرمایا، اور اس شان ادا کی قسم اٹھائی۔

☆...... حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا" والنجم اذا ھوی انہ محمد ﷺ (ھوی) انشرح من الانوار و قال انقطع عن غیر اللہ" والنجم سے مراد ذات مصطفےٰ ہے۔ ہوی کے معنی ہیں آپ ﷺ انوار و تجلیات سے کشادہ دل ہیں، اور فرمایا غیر اللہ سے مکمل منقطع ہیں۔

(تفسیر روح البیان جلد ۹ ص ۲۴۰، تفسیر مظہری جلد ۹ ص ۱۰۳، کتاب الشفا جلد ۱ ص ۲۸، شرح الشفا القاری جلد ۱ ص ۲۰۱، مواہب لدنیہ و شرحہ للزرقانی جلد ۶ ص ۲۱۶)

☆...... النجم الثاقب کے قرآنی جملے سے مراد بھی ذات مصطفےٰ ﷺ ہے۔

حضرت امام خفاجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "ان النجم ھنا ایضاً محمد ﷺ" یہاں بھی "نجم" حضور انور ﷺ کو فرمایا گیا ہے (نسیم الریاض شرح شفا عیاض جلد ۱ ص ۲۱۵)

☆...... "والنجم" میں حسن مصطفےٰ ﷺ کی کتنی دلپذیر جھلک ہے۔ اور آیات کریمہ میں القمر، الشمس، الفجر، والضحیٰ کے الفاظ میں بھی حضور انور ﷺ ہی مراد ہیں، مفسرین کی محبت افروز تفسیر ملاحظہ فرمایئے۔

۱...... حضرت ابن عطار رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ والفجر سے مراد حضور سراپا نور ہیں کہ آپ سے ایمان کی صبح درخشاں ہوئی۔ (کتاب الشفا جلد ۱ ص ۲۸)

۲...... حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی رحمہ اللہ القوی کا فرمان ہے والشمس، یعنی قسم می خورم بآفتاب کہ مثال دل پیغمبر زمان است (تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ ص ۱۸۸)

۳...... مراد از ضحیٰ روئے پیغمبر است، ضحیٰ سے مرا حضور ﷺ کا چہرۂ اقدس ہے۔ (تفسیر عزیزی)

۴...... یہی معنی حضرت امام رازی نے لکھا ہے، (تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۵۹۶)

۵......یہی معنی حضرت امام اسماعیل حقی نے لکھا ہے (تفسیر روح البیان جلد ۶ ص ۱۳ ۷)

باوصف رخش والضحیٰ گشت نازل
کہ واللیل سر زلف وخال محمد ﷺ

۶......حضرت مولانا جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں ؎

والشمس کنایت بود از روئے محمد
واللیل اشارت کند از موئے محمد

☆......حضرت امام رازی رحمہ اللہ نے "والنجم" کے نہایت عمدہ اسرار و رموز بیان فرمائے، "نجم" کے چار معانی ہیں۔

ثریا، ستارہ، نباتات، قسط یعنی قرآن کے اجزاء

☆......حضرت امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر نجم سے مراد ثریا ہو تو اس کی ایک یہ وجہ ہے کہ وہ جس طرح ہر آدمی پر ظاہر ہوتی ہے حضور ﷺ بھی اپنے معجزات کے سبب دوسرے تمام انبیاء کرام میں ممتاز ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی قسم اٹھائی، اگر نجم سے مراد ستارہ ہو تو جس طرح اس سے دنیا کے تمام جنگلوں اور سمندروں میں راہنمائی حاصل ہوتی ہے، حضور ﷺ بھی تمام دنیا کی راہنمائی فرماتے ہیں۔ نیز جس طرح ستارے (شہاب) سے شیاطین بھاگتے ہیں، حضور ﷺ (کے جلال) سے بھی شیاطین بھاگتے ہیں، اگر نجم سے مراد نباتات ہو تو جس طرح نباتات سے جسمانی قوتوں کی اصلاح ہوتی ہے حضور نے بھی اپنی نبوت سے روحانی قوتوں کی اصلاح فرمائی اور اگر نجم سے مراد قسط یعنی قرآن مجید کے اجزا ہوں تو جس طرح قرآنی اجزاء نبوت مصطفیٰ ﷺ پر دلیل کامل ہیں، حضور ﷺ خود بھی قرآن ناطق ہیں (یعنی آپ اپنی دلیل کامل ہیں)۔ (تفسیر کبیر جلد ۷ ص ۶۹۷)

☆......حضرت امام آلوسی فرماتے ہیں، امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ والنجم سے حضور ﷺ مراد ہیں اور اذا ھویٰ سے مراد معراج سے نزول اجلال فرمانا ہے۔ اور اذا ھویٰ سے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے حضور ﷺ نے انتہائی مکان تک "عروج وصعود" فرمایا (تفسیر روح المعانی جلد ۲۷ ص ۲۷)

☆......سورۃ النجم کی ابتدائی آیات میں والنجم یعنی ذات مصطفیٰ کی قسم اٹھا کر معراج مصطفیٰ کا جو حسین دلنشین سماں باندھا گیا ہے وہ ایمان کی دنیا میں محبتوں کے سویرے طلوع کر دیتا ہے، اللہ، اللہ حضور نجم الھدیٰ بھی ہیں، بدر الدجیٰ بھی ہیں، شمس الضحیٰ بھی ہیں، صدر العلیٰ بھی ہیں،

پھوٹا جو سینہ شب تار الست سے　　اس نور اولیں کا اجالا تمہی تو ہو

معراج

وجد آفریں جہاں ہے　　ہر نجم ضوفشاں ہے
حیرت میں آسماں ہے　　جبریل نغمہ خواں ہے
معراج کا سماں ہے

رب نے فلک سجائے　　حور و ملک بلائے
سرور، جھلک دکھائے　　ہر لب پہ یہ فغاں ہے
معراج کا سماں ہے

براق کی سواری　　جس پر ہے برق واری
یہ فضل کرد گاری　　حسن خدا عیاں ہے
معراج کا سماں ہے

خوش حال رات آئی　　رحمت میں ذات آئی
قدسی برات آئی　　دولھا، شہ دوجہاں ہے
معراج کا سماں ہے

مہتاب نقش پا ہے　　سورج جھکا جھکا ہے
فردوس سج رہا ہے　　قدموں میں کہکشاں ہے
معراج کا سماں ہے

رحمت کے تاج والا　　امت کی لاج والا
خلقت کے راج والا　　سوئے حق رواں، دواں ہے
معراج کا سماں ہے

بادل کرم کا چھایا　　پھیلا عطا کا سایا
عرشوں پہ جگمگایا　　خورشید لامکاں ہے
معراج کا سماں ہے

میں ہوں غلام زاران کا　　میں وفا شعاران کا
میرے دل میں پیاران　　دنیا مری جواں ہے
معراج کا سماں ہے

غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

درس حدیث

غلام مصطفی امجدی ایم اے

حسن خدا عیاں ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیث ذیشان ہے

☆......حضور انور ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر آئے اور رب العزۃ جبار آپ کے قریب ہوا پھر اور قریب ہوا، جہاں تک کہ وہ آپ سے دو کمانوں کی مقدار رہ گیا ،یا اس سے بھی زیادہ قریب ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی سو فرمائی۔ اور آپ کی امت پر دن اور رات میں پچاس نمازیں فرض فرمائیں (جو بعد میں پانچ کر دیں مگر ثواب پچاس کا برقرار رکھا) (صحیح بخاری جلد ۲ ص ۱۱۲۰)

اشارات

☆......بخاری شریف کی یہ حدیث مبارک حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جو دس سال تک حضور ﷺ کے کاشانہ نبوت میں رہے۔

☆......حدیث پاک میں واضح طور پر موجود ہے کہ حضور انور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا قرب خاص نصیب ہوا۔ اس میں سورۃ النجم کی آیات مبارکہ کی طرف بھی اشارہ ہے۔ اس حدیث پاک نے یہ بھی بتایا کہ آیات مبارکہ کی تمام ضمیریں ذات خدا کی ہی طرف راجع ہیں۔

☆......اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کا یہ معنیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضور ﷺ کا مقام بہت ہی بلند و بالا ہے اور فتدلّٰی کا یہ معنی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جہانِ قدس کی طرف عروج عطا فرمایا، اسی مقام کو فنافی اللہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (تفسیر روح المعانی جلد ۲۷ ص ۵۲)

☆......حضرت نقاش رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ رب العزۃ اپنے عبد خاص حضور انور ﷺ کے (اپنی شان کے لائق) قریب ہوا پھر اور قریب ہوا، پھر اس نے جو چاہا آپ کو اپنی قدرت وعظمت سے دکھا دیا۔ (کتاب الشفاء جلد ۱ ص ۱۳۶)

☆......یہاں قرب سے مراد قرب مکانی نہیں بلکہ قرب معنوی ہے (تفسیر کبیر جلد ۷ ص ۷۰۴)

☆......بعض محققین کا خیال ہے کہ یہاں قرب و دیدار سے مراد جبریل امین کا قرب و دیدار ہے، لیکن جمہور مفکرین امت کے نزدیک معراج کی رات حضرت جبریل امین کا قرب و دیدار، حضور سرور عالم ﷺ کیلئے موجب فضیلت نہیں، کیونکہ جبریل امین تو حضور کے دربان ہیں، آپ کو اللہ تعالیٰ کا قرب و دیدار نصیب ہوا جو آپ کیلئے ایسا موجب فضیلت ہے کہ اولین و آخرین کو یہ فضیلت نصیب نہیں ہوئی۔

☆......حدیث بخاری میں "جبار رب العزۃ" کے قریب ہونے کی صراحت موجود ہے تو پھر کسی اور نظریے کی طرف التافات کی ضرورت نہیں۔

☆......حدیث پاک میں " فاوحیٰ الی عبدہ" کی آیت مبارکہ کی طرف اشارہ بھی ہے، حضرت امام ابو عبد اللہ دشتانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اللہ نے

حضرت جبریل کے واسطہ کے بغیر اپنے محبوب اکرم ﷺ پر وحی نازل فرمائی ۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام باری سے مشرف ہونا واقع ہے کو نبی اکرم ﷺ کو بلاواسطہ کلام باری سے مشرف ہونے کے زیادہ لائق ہیں۔ (اکمال المعلم جلد ۱ ص ۳۴۷)

☆......حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اکثر علماء کرام کے نزدیک یہی راجح ہے کہ معراج کی رات حضور اقدس ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا جیسا کہ حضرت ابن عباس وغیرہ رضی اللہ عنھم کی حدیث ہے (الدیباج علی صحیح مسلم بن حجاج جلد ۱ ص ۲۴۷)

☆......حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اکثر مشائخ صوفیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا، آپ کو وہ کمال حاصل ہوا جو مخلوق خدا کی عقول سے ماوراء ہے اور آپ کو اللہ تعالیٰ کا وہ قرب نصیب ہوا جو عقل انسانی سے بالاتر ہے۔ (اشعۃ اللمعات، جلد ۴ ص ۴۳۱)

☆......حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں فاوحی سے ثابت ہوا کہ معراج میں رب تعالیٰ نے حضور ﷺ کو جو تمام علوم و معارف، حقائق و بشارات، اشارات، اخبار و آثار، کرامات و کمالات وحی فرمائے وہ اس احاطہ ابہام میں داخل ہیں، ان کی کثرت و عظمت کی وجہ سے ان تمام چیزوں کو بطور ابہام ذکر فرمایا۔ نیز اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ان تمام چیزوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محبوب کے سوا کوئی احاطہ نہیں کرسکتا،

(مدارج النبوۃ جلد ۱)

☆......یاد رکھیں کہ اس امر پر تمام صوفیہ کرام کا اتفاق ہے، جس نے اپنے رب کو پہچان لیا، اس نے ہر چیز کو پہچان لیا، بتایئے اللہ تعالیٰ کی پہچان جتنی حضور سراپا نور ﷺ کو نصیب ہوئی اتنی اور کسے نصیب ہوئی، تو ماننا پڑا جس کی نگاہ حق بیں سے غیب الغیب پوشیدہ نہیں، غیب کیسے پوشیدہ ہوسکتا ہے قسطلانی فرماتے ہیں

''اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بھی زیادہ کی اطلاع دی، آپ کو اولین و آخرین کا علم دیا گیا (مواہب لدنیہ جلد ۲ ص ۱۹۲)

☆......امام بوصیری نے کیا خوب کہا ہے ؎

وسع العالمین علماً و حلماً فھو بحرم لم تعیھا الاعیاءُ

یعنی آپ کے علم و حلم نے تمام جہانوں کو گھیر لیا۔ آپ ایسے سمندر ہیں کہ ان کا کوئی نہ احاطہ کرسکا۔

سراپا رافت

غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

سراپا رافت مولا سراپا رحمت باری
مرا محبوب کرنے آگیا دنیا کی غمخواری
وہ جس نے حاکم و محکوم کے فرقے مٹا ڈالے
وہ جس نے بادشاہوں کو دیا حسن جہانداری
مرے اعمال لے جانے لگے مجھ کو جہنم میں
مگر سرکار نے محشر میں کی میری طرف داری
شہ لولاک کا پیغام ہے، سن لے جہاں والے
مساوات و اخوت، امن و اصلاح و رواداری
زبان پاک پر جاری تھا لفظ ''امتی'' ہر دم
شہنشاہ مدینہ کو ہے امت کس قدر پیاری
معزز ہے تو اس دربار میں اسلام کا بندہ
نہ افغانی، نہ ایرانی، نہ تورانی، نہ تاتاری
گراں خوابی نے ساری قوم کو بے ہوش کرڈالا
نہ عشق مصطفےٰ حاصل، نہ خوف کبریا طاری
غلام زار کی چارہ گری فرما مرے مولا
''مری دانش ہے افرنگی، مرا ایمان ہے زناری''

☆☆☆☆

پروفیسر محمد حسین آسی قسط: ۳۳

توحید اور محبوبانِ خدا کے کمالات

جیسے یہ حقیقت کسی بھی مسلم (بلکہ غیر مسلم) سے پوشیدہ نہیں ہے کہ اسلامی عقائد میں سب سے پہلا، سب سے اہم اور سب سے ضروری عقیدہ توحید ہے۔ اسی طرح اس میں بھی کسی کو شک نہیں کہ عقیدہ توحید کے بعد سب سے پہلا، سب سے اہم اور سب سے ضروری عقیدہ رسالت ہے۔ اسی طرح اس میں بھی کوئی شک نہیں توحید کا عرفان، عرفان رسالت پر منحصر ہے اور عقیدہ توحید کے قبول ہونے کا دارومدار بھی اسی کے وسیلے پر ہے۔ مثلاً کوئی بدبخت اگر رسالت کو تسلیم نہیں کرتا، تو اس کی توحید بھی بارگاہ ربوبیت میں قبول نہیں اور کوئی بدنصیب اگر دن رات لا الہ الا اللہ کی رٹ ہی لگاتا رہے مگر جب تک محمد رسول اللہ کا اقرار نہیں کرتا، اسلام کے دائرے میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ حقیقت یہی ہے خدا کو وہی صدق دل سے مانتا ہے جو اس کے رسول کو صدق دل سے مانتا ہے، خداوند کریم نے اپنی پہچان کا ذریعہ رسولوں کو ہی بنایا ہے، اس لیے تاریخ انبیاء علیہم السلام گواہ ہے کہ ماننے والوں نے پہلے رسول کو پہچانا اور مانا اور پھر اس کے ذریعے سے اللہ کی وحدت و یکتائی کا عقیدہ اختیار کیا۔ غالباً ایسا کبھی نہیں ہوا کہ پہلے کسی نے اللہ کو پہچانا ہو اور پھر اس کے رسول کو۔ قرآن پاک نے بھی منصب رسالت کو اللہ کی پہچان کا ذریعہ ٹھہرایا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

"هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ" (الفتح ۲۸)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔

ھو (وہ) اسم ضمیر ہے اور یہ بھی مبہم ہے اور الذی (جو وہ) اسم موصول ہے اور اس میں بھی ابہام ہے۔ یہ دونوں ابہام کیسے ختم ہوئے، ضمیر کا ابہام اس کے مرجع سے (یعنی ھو) اور اسم موصول کا صلہ سے یعنی ارسل رسولہ سے۔ صلہ ارسل رسولہ (یعنی اس نے بھیجا اپنے رسول کو) اس میں نکتہ یہ ہے کہ جس طرح یہاں ضمیر کا ابہام مرجع سے اور اسم موصول کا صلے سے دور ہوا، یوں ہی اللہ تعالیٰ کی معرفت میں جو ابہام پیدا ہوگا، وہ رسول کے بغیر دور نہ ہوگا۔

حضور ﷺ کو گویا اپنی قدرت کا عظیم نشان ٹھہرایا گیا۔ مگر قرآن پاک نے کچھ اور چیزوں کو بھی قدرت کی نشانیاں ٹھہرایا ہے مثلاً البقرہ کی آیت ۲۶۴ کے ترجمے پر غور کیجیے۔

"بیشک آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے میں اور رات، دن کی گردش میں اور جہازوں میں جو چلتے ہیں سمندر میں وہ چیزیں اٹھائے جو نفع پہنچاتی ہیں لوگوں کو اور جو اتارا اللہ نے بادلوں سے پانی پھر زندہ کیا اس کے ساتھ زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد اور پھیلا دیے اس میں ہر قسم کے جانور اور ہواؤں کے بدلتے رہنے میں اور بادل میں جو حکم کا پابند ہو کر آسمان اور زمین کے درمیان (لٹکتا رہتا) ہے، (ان سب میں) نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل رکھتے ہیں" (سورۃ البقرہ ۲۶۴)

یہ سب اللہ کی نشانیاں ہیں اور ان کے علاوہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی نشانی ہے مگر یہ سب نشانیاں خاموش ہیں۔ چنانچہ سورج، چاند، ستاروں، پہاڑوں اور دریاؤں کو لوگوں نے خدا مانا مگر کسی نے اپنے خدا ہونے کی نفی نہیں کی، ہاں ایک دلیل ناطق ہیں اور وہ ہیں حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء۔ وہ ایسی ناطق دلیل ہیں کہ جو خاموش دلیل ان سے وابستہ ہوئی وہ بھی ناطق ہو گئی، مثلاً ڈوبا سورج انھوں نے دوبارہ طلوع کیا، ان کے فرمان پر چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے اور ابوجہل کی مٹھی میں کنکر بولے۔ یہ چیزیں خاموش تھیں مگر سورج نے آپ کے حکم پر پھر کر، چاند نے دو پارہ ہو کر اور کنکروں نے کلمہ پڑھ کر بتا دیا کہ اگر حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول نہ ہوتے تو ہم ان کا حکم کیوں مانتے اور یوں حضور ﷺ کی رسالت کی گواہی جو ان چیزوں نے زبان حال سے دی ہے گویا اللہ تعالیٰ کی توحید کی گواہی بن گئی۔

خاموش اور ناطق دلیل کی یہ تحقیق غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے ان کے نزدیک عالم ارواح میں جب اللہ تعالیٰ نے سب روحوں سے فرمایا کہ الست بربکم (کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں) سب نے جواباً کہا بلیٰ (کیوں نہیں تو ہمارا رب ہے) سب سے پہلے یہ جواب حضور پرنور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے پھر سب نے حسب مرتبہ دیا۔ لہٰذا اس بلیٰ کے سبب اپنے رب کی محبت وانس ہر انسان کے خمیر میں داخل ہے۔ دنیا میں اسی جذبے سے اس نے اپنے رب کی تلاش شروع کی، جس نے عقل کے ذریعے تلاش کی وہ دہریہ بن گیا جس نے حواس کو رہبر بنایا وہ مظاہر پرست بن گیا۔ تلاش کا اصل ذریعہ وہ تھا جو خود معبود حقیقی نے ارشاد فرمایا

ھو الذی ارسل رسولہ (ترجمہ: وہ وہ ہے جس نے اپنا رسول بھیجا)

رسول کا وسیلہ درمیان میں ہوگا تو اللہ مل جائے گا ورنہ ناممکن۔ غزالی زماں نے ایک عام مثال پیش کی ہے

"ایک مثال سنئے کہ ایک پیالی میں چائے رکھی ہے اور آپ کو معلوم نہیں کہ اس میں چینی ہے یا نہیں تو آپ اس کو دیکھتے رہیں تو کیا آپ کو معلوم ہوگا کہ اس میں چینی ہے؟ بالکل معلوم نہیں ہوگا۔ آپ اپنے کان میں ڈالیں کہ شائد چینی کی آواز کان میں آجائے تو آپ کو پتا نہیں چلے گا۔ آپ اس میں انگلی ڈال کر دیکھتے رہیں کہ بھی شائد انگلی کو پتا چل جائے کہ چینی ہے یا نہیں، ہزار برس گزر جائیں، تلاش جاری رہے گی مگر کامیابی نہیں ہوگی۔ کامیابی اس وقت ہوگی جب آپ ایک گھونٹ چائے پئیں گے۔ وہ گھونٹ قوت ذائقہ سے مس ہوگا تو قوت ذائقہ بتادے گی کہ چینی ہے یا نہیں۔ تلاش کا ذریعہ اگر غلط ہوگا تو تلاش جاری رہے گی مگر کامیابی نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی پہچان کا ذریعہ صرف عرفان رسالت ہے۔ اور رسول کے وسیلے کے بغیر خدا کا ملنا ناممکن ہے۔"

وہ لوگ جنھوں نے حضور پرنور ﷺ کی غلامی اختیار کیے بغیر خدا کی تلاش کی، بڑے بڑے سائنسدان، بہت بڑے فلسفی، علوم وفنون میں زبردست ماہر ہونے کے باوجود اپنے اللہ کا اتا پتا نہ پا سکے۔ دنیا میں چاند سورج اور دیگر مظاہر کی پوجا کرنے والے حقیقت کی پہچان کیوں نہ کر سکے، اس لیے کہ انھوں نے اس راستے کو چھوڑ دیا جو منزل آشنا کرنے والا تھا۔ یہ خیر ان کی بدقسمتی تھی مگر حیرت تو دیوبندی ونجدی علماء پر آتی ہے۔ انھوں نے قرآن پڑھا مگر صاحب قرآن سے محبت نہ کر سکے۔ بلکہ جوں جوں قرآن پاک پڑھتے، نبی سے بغض وعداوت کا مرض بڑھتا گیا۔

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا (البقرہ ۱۰)

ترجمہ: ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھائی۔

جب قرآن پاک ہی ان کے اندر داخل نہ ہو سکا تو اور کون سا نور تھا جو ان کی شب تاریک کو سحر آشنا کر سکتا۔ یہ قریب آ کر قریب نہ آ سکے اور عمر بھر حیرت وضلالت کی تاریک ترین وادیوں میں بھٹکتے رہے۔ اللہ کے ولی اللہ کے نبی ﷺ پر جان نچھاور کرنے والے ہوتے ہیں اور اپنے نبی ﷺ کی محبت سے مخمور اور دوسروں کو مخمور کرنے والے ہوتے ہیں مگر اس کے برعکس دیوبندی پیر ہوں یا مولوی عموماً عشق ومحبت سے محروم اور عموماً بغض وعداوت سے مخمور ہوتے ہیں۔ مشائخ اہل سنت کی خدمت میں رہ کر بھی دل محبت عشق رسول ﷺ سے مالا مال ہو جاتے ہیں اور ان دیوبندیوں کی صحبت میں بیٹھ کر جس نبی اعظم ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں، اسی پر نکتہ چینی بڑھنے لگتی ہے۔ کبھی ان کے علم کا انکار، کہیں ان کے اختیار کی نفی، کہیں ان کے امتیاز ذات پر حملہ، کہیں ان کی عملی قوت کی فوقیت سے روگردانی۔

حضور پرنور ﷺ اور اللہ کے دوسرے محبوبان باکمال کے کمالات کا انکار عموماً شرک کے بہانے سے کرتے ہیں مثلاً وہ دیوار کے پیچھے کی اس لئے خبر نہیں رکھتے کہ یہ شرک ہے۔ ہاں ہاں ان کے ہاں سب سے بڑا بہانہ شرک ہی ہے۔ مگر اس وقت یہ حیرت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب دیکھتے ہیں کہ یہ بہانہء شرک صرف حضور پرنور نبی اعظم شفیع عالم ﷺ اور دوسرے محبوبان خدا کے کمالات کے انکار کے لیے وقف ہے۔ مثلاً حضور پرنور ﷺ مدینہ منورہ سے ہمیں ملاحظہ فرماتے ہیں نجدی یا دیوبندی سے اس لیے نہیں مانتا کہ اس کے نزدیک یہ شرک ہے۔ اس کے خیال میں یہ وصف اللہ کا ہے، کسی اور کا نہیں ہو سکتا اور اس سوچ میں وہ اتنا پکا ہے کہ اس کے نزدیک گویا خدا بھی یہ وصف کسی کو نہیں دے سکتا۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ حیرت کی بات یہ ہے اس قسم کے تمام کمالات جنھیں وہ شرک سمجھتا ہے اپنے اساتذہ اور مشائخ کے لیے مانتا ہے بلکہ جس شخص پر بھی مہربان ہو مان لیتا ہے، اور اسے ایسے موقع پر شرک کا کوئی کھٹکا نہیں رہتا۔ چنانچہ علمائے دیوبند میں مولانا خلیل احمد سہارنپوری جیسے عالم فاضل کی کتاب براہین قاطعہ کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو اور سوچئے ایک ہی جملے میں علم کا اقرار کس کے لیے ہے اور علم کا انکار کس کے لیے ہے۔

"الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان، ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے؟ کہ شیطان وملک الموت کو تو یہ (علم کی) وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو ادا کر کے ایک شرک ثابت کرنا ہے" (براہین قاطعہ)

کتنی سینہ زوری ہے؟ کیسا مکروفریب ہے یا کیسی جہالت ہے؟ اگر حضور پرنور ﷺ کے لیے علم محیط زمین ثابت کرنا شرک ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا علم خاصہء خدائے واحد ہے ورنہ شرک نہ ہوتا۔ اور اگر واقعی شرک ہے تو ابلیس اور ملک الموت کے لیے کیونکر ثابت ہو گیا، پھر وہ بھی نص سے۔ تو بتائیے ابلیس اور ملک الموت کے لیے ایسا علم جو خاصہء خدائے واحد ہے ثابت کرنا شرک کیوں نہیں، کیا یہ دونوں (پناہ بخدا) ہیں؟۔ کیا نجد و دیوبند سہانپور کے فضلا کو اس

بات کا علم نہیں کہ جو وصف بھی خداوند واحد و یکتا سے مخصوص ہوتا ہے وہ کسی بھی اور میں مانا جائے تو شرک ہے اور جو مخصوص نہیں وہ کسی بھی دوسرے میں ماننا شرک نہیں ۔ یہ بات از حد جاہلانہ ہے کہ خدائے واحد کا کوئی خاصہ کسی ایک کے لئے مانا تو توحید ہوا اور کسی دوسرے کے لیے مانا تو شرک ہو۔ پھر مانا تو کس کے لیے تو انکار کیا تو کس کے لیے۔ کیسی بد نصیبی ہے کہ حضور ﷺ کا کلمہ بھی زبان پر ھیے مگر عظمت سے انکار بھی ہے وہ بھی شرک کے ڈر سے۔ یعنی عظمت کا انکار اس لیے ہے کہ کہیں خدا سے شرک نہ ہو جائے۔

ہاں اے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کا انکار کرنے والے دیکھ ذرا اپنی عبرت ناک حالت کو، تو اس لیے اس عظمت کا منکر ہے کہ شرک نہ ہو جائے ،ارے بدبخت تو شرک سے کیسے بچ سکتا ہے شرک سے بچانے کے لیے خدا نے اپنا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھیجا ہے، اس کو مانتا، اس کی عظمت کا انکار نہ کرتا تو خدا اس کے صدقے اور صلے میں تجھے شرک سے محفوظ رکھتا مگر نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا مقابلہ کر کے شرک سے بچنا چاہتا ہے تو دیکھ شرک تجھے کیونکر گھیرتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ میں علم محیط زمین مان کر تو شرک سے بچ گیا، مگر ملک الموت اور شیطان کیلیے اس خاصہ ذات واحد کو ثابت کر کے تو شرک میں پھنس گیا۔ اسے خدا کا خاصہ ماننا اور پھر اسے نص سے ثابت کرنا دوہرا کفر ہے۔ گویا یہ سمجھنا کہ خدا کا خاصہ بھی کسی دوسرے میں بھی ہو سکتا ہے شرک ہے اور اسے نص سے سمجھنا گویا شرک پر نص کو گواہ لانا ہے جو کفر سے کم نہیں۔

گر براند نرود گر برود باز آید
مگس کفر بود خال رخ وہابی

حقیقت یہی ہے کہ جن لوگوں نے صرف اس لیے دامن رسالت نہ تھاما کہ نبی کریم ﷺ کی پیروی و تقلید اور غلامی ان کی عزت نفس کے خلاف ہے، جیسا کہ ابوجہل اور اس کے ہمنوا، وہ دونوں جہانوں میں ذلیل ہوئے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہر قسم کی عزت سے محروم ہو گئے۔ اللہ جل مجدہ نے عزت اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لیے مختص کر دی اور ان کے سچے غلاموں کے لیے، چنانچہ فرمایا

”وللہ العزۃ ولرسولہ و للمومنین ولکن لمنفقین لا یعلمون“ (المنافقون۔۸)

ترجمہ: اور عزت اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

یونہی جن لوگوں نے یہ خیال کیا کہ نبی کا دامن توسل تھاما جائے اور ان کا ادب و احترام بجالایا جائے تو اللہ کی توحید میں فرق آ جائے گا، ایمان کی شمع گل ہو جائے گی اور شرک کی ظلمات دل و دماغ پر چھا جائے گی۔ وہی لوگ نور توحید سے محروم ہو گئے، ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور شرک کی پگڈنڈیوں میں کھو کر راہ نجات سے کہیں دور نکل گئے۔ اس کی مثال براہین قاطعہ کے مذکورہ اقتباس میں دیکھیئے کہ کس طرح بڑے بڑے عالم حضور پر نور ﷺ میں علم محیط ارض نہ ماننے والے شرک سے بچنے کا بہانہ لگا کر اسی خاصہ باری تعالیٰ کو شیطان اور ملک الموت میں مان کر شرک میں الجھ رہے ہیں۔

مزید غور کیجئے کیا آپ نے دیکھا بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ سے استمداد و استعانت وغیرہ سے روکتے رہے اور پھر دھیرے دھیرے انھوں نے خدا سے مانگنے سے بھی روکنا شروع کر دیا ہاں نماز جنازہ کے بعد دعا کس سے کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی سے نا۔ مگر یار لوگوں نے اسے بھی بدعت ٹھہرا دیا ہے۔ یونہی نماز کے بعد کی اجتماعی دعا کے بارے میں بھی سنا ہے کہ روکنے کے پروگرام بنائے جا رہے ہیں، اور فتووں کا آغاز ہو گیا ہے۔

حضور پر نور ﷺ کے ساتھ دیوبند و نجد کے سپوتوں کو جو بغض و عناد ہے اس کا ایک پہلو تو یہی ہے جس کا اوپر ذکر آیا۔ یعنی جو فضائل و کمالات وہ اپنے شیوخ و اساتذہ سے نتھی کرنے کی کوشش کرتے ہیں، حضور پر نور ﷺ کے لیے صاف انکار کر دیتے ہیں، اور یہ کہہ کر انکار کرتے ہیں کہ ”ایسا ماننے سے شرک لازم آتا ہے“۔ کتنی تکلیف دہ یہ صورت حال ہے کہ جن سے انہیں بغض ہے، وہ رب کے سب سے بڑے نبی علیہ السلام ہونے کے باوجود ان فضائل و کمالات کو ان کے خیال میں حاصل نہیں کر سکتے اور جن سے انہیں پیار ہے وہ شیطان ہو کر بھی ان کے خیال میں ان فضائل و کمالات سے آراستہ ہو جاتا ہے۔

بغض رسول کے سلسلے میں نجد و دیوبند کے سپوتوں کو ایسی تربیت دی جاتی ہے کہ وہ خصوصی فضائل جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اعظم کے سوا کسی اور نبی کو بھی مرحمت نہیں فرمائے، یہ ان کی تخصیص سے دوٹوک انکار کر دیتے ہیں اور انہیں ہر مسلمان سے چسپاں کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ مثلاً رحمۃ للعلمین صرف حضور ﷺ ہیں اور تیس پاروں میں عام صالحین تو ایک طرف کسی نبی، رسول بلکہ اولوالعزم پیغمبر کو بھی رحمۃ للعلمین نہیں فرمایا گیا۔ بات ظاہر ہے

جس طرح ہر نبی اپنی امت کے لیے رحمت ہے جو سارے عالمین کا رسول ہے، وہ سارے عالمین کے لیے رحمت ہے یعنی رحمۃ للعٰلمین ہے۔ مگر نجد و دیو بند اللہ تعالیٰ کے حبیب اعظم ﷺ کی اس شان کو کیونکر برداشت کرتے، انھوں نے ہر مسلمان کو رحمۃ للعٰلمین کہنے کا فتویٰ دے دیا (انصاف سے بتایئے اس سے زیادہ رسول دشمنی اور کیا متصور ہو سکتی ہے) پھر یہ کسی ایک کی رائے نہیں، رشید احمد گنگوہی، اشرفعلی تھانوی اور کئی دوسروں کا یہی طرز فکر ہے۔ اس سلسلے میں یہاں صرف گنگوہی کا فتویٰ دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے جو فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم میں یوں تحریر ہے۔

''استفتا۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ لفظ رحمۃ للعٰلمین مخصوص آنحضرت ﷺ سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں''۔

الجواب: ''لفظ رحمۃ للعٰلمین صفت خاصہ رسول ﷺ کی نہیں''

غالباً آپ پڑھ چکے ہیں اللہ جل مجدہ نے اپنے حبیب اکرم و اُجْم ﷺ کی شان و عظمت کو از حد نمایاں کرتے ہوئے اسے ''خاتم النبین'' (یعنی آخری نبی) فرمایا مگر آپ حیران ہوں گے کہ بانی دار العلوم دیو بند کی اولین علمی تحقیق یہی ہے کہ خاتم النبین کا معنیٰ 'آخری نبی' نہیں بلکہ اس سے مراد ہے افضل نبی۔

نبی اکرم ﷺ کی صحیح و متواتر حدیثوں میں خاتم النبین کے معنیٰ 'آخری نبی' ہے اور آخر میں آنے کو حضور ﷺ نے فضیلت کا سبب قرار دیا مگر نانوتوی کے نزدیک اسے فضیلت قرار دینا عوام کی رائے ہے اہل فہم کی نہیں۔ دیکھی ان کی فہم، فہم رسالت سے کس قدر باغی ہے۔ چنانچہ ان کی فہم نے مرزا قادیانی کی رہنمائی کی اور اسے ایسی دلیل سے مشرف کیا، کہ اس کی شان دجالی کئی گناہ مزید چمک اٹھی۔ نانوتوی صاحب کے الفاظ ملاحظہ فرمایئے۔

بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنیٰ خاتم النبین کے معلوم کرنے چاہئیں تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں'' ولکن رسول الله و خاتم النبيين 'فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے (تحذیر الناس ص ۳)

یاد ہے حضور ﷺ نے خود اسے مدح فرمایا اور آخری اس کا معنیٰ نبی ہونے کی بھی تصریح بھی فرمائی اور اس کے مدح ہونے کی۔ مگر بانی دار العلوم دیو بند بانی اسلام ﷺ کے خلاف کھلم کھلا محاذ آرائی پر آگئے ہیں۔

عام مسلمان جانتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم لسلام معصوم ہوتے ہیں اور قبل بعثت بھی کبیرہ وصغیرہ گناہوں سے ان کا دامن کردار پاک وصاف رہتا ہے۔ نانوتوی صاحب نے اسے بھی گوارا نہ کیا، چنانچہ منصب نبوت کی عظمت گھٹانے کے لیے اور شاید مرزا قادیانی جیسے ملعونوں کیلئے رستہ مزید صاف کرنے کیلئے اس نے نبوت کو (معاذ اللہ) دروغ صریح یعنی کھلم کھلا جھوٹ سے بھی ملوث کرنے میں شرم محسوس نہیں کی۔ خیال فرمایئے نبوت کا سب سے اہم اور نمایاں وصف ''الامین'' اور ''الصادق'' ہونا ہے، خدانخواستہ اگر نبی ان دو اوصاف سے بھی آراستہ نہ ہو تو اس کی ساری تعلیمات بے اعتبار ہو جاتی ہیں۔ بلکہ توحید اور دوسرے عقائد کی بھی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ مگر یہ عام مسلمانوں کو کافر و مشرک و بدعتی کہنے والا اگر وہ اللہ تعالیٰ کے سچے نبیوں سے ایسا بغض رکھتا ہے کہ معاذ اللہ انہیں دروغ صریح سے بھی معصوم نہیں مانتا۔ اب اس عبارت کو دیکھئے جس میں یہ دھماکا کیا گیا ہے۔

''پھر دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں، ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں (تصفیۃ العقائد)

آپ نے نجد و دیو بند کے قصابوں کو مقام نبوت کے خصائص پر معاذ اللہ ہاتھ صاف کرتے دیکھا؟ نبوت کا کونسا اختصاصی وصف ہے جو ان کی زبان سے محفوظ و مامون رہا خصوصاً اپنے بے مثل و پاک پیغمبر کی کس شان کا انھوں نے انکار نہیں کیا۔ ایک وہ امتی ہیں کہ اپنے نبی مکرم ﷺ کا ذکر خیر آتے ہی، ان کا نام نامی سنتے ہی، بلکہ ان کے ذکر کی طرف اشارہ ہوتے ہی سر جھک جاتا ہے۔ پیشانی پر محبت کا نور چمکنے لگتا ہے اور آنکھوں میں فرط شوق سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔ اور ایک یہ نجد و دیو بند کے سپوت ہیں کہ منصب نبوت بھی معاذ اللہ ان کے نزدیک کوئی ہنسی مذاق کی چیز ہے۔ دیکھئے ''نوائے وقت'' ۲۰ اگست کے کالم 'سر راہے' کا پہلا شذرہ

''گذشتہ روز نوابزادہ نصر اللہ خان کی رہائش گاہ پر صحافیوں سے باتیں کرتے ہوئے جے۔ یو۔ آئی (ق) کے سربراہ مولانا اجمل قادری نے کہا ہے کہ 'ہم نوابزادہ صاحب کو سیاست کا پیغمبر تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان کی سیاست میں ایمان لانے کا اعلان کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ہم کبھی صدر پرویز مشرف کے حامی نہیں رہے،،

حضور پر نور ﷺ کا اسوہ حسنہ جو سب کے لیے ہے، اس کی ہمہ جہتی سے کسی کو بھی انکار نہیں، آج تک بلکہ قیامت تک کیلئے سیاستدانوں کے لیے بھی یہی سرمایہ ہدایت ہے مگر دیوبند کا فاضل سیاست کے میدان میں اپنی پسند کا نبی گھڑ کے اس پر ایمان لانے کا اعلان کر رہا ہے، سب اہل نجد و دیوبند اپنا نفع نقصان دیکھ لیں، ان کی کیا رائے ہے۔ میری مجبوری ہے کہ کسی کو ایمان کا سودا کرنے پر مبارک باد نہیں دے سکتا۔

یہ تھا دیوبند کا فرزند، اب آیئے دیکھئے سعودی عرب کے نجدی سربراہ شاہ سعود کے طرز عمل ہوا یہ کہ ستمبر ۱۹۵۶ء میں بھارتی وزیر اعظم سلطان ابن سعود کی دعوت پر ریاض پہنچا، تو استقبال اس نعرے سے کیا گیا

مرحبا یا رسول السلام نہرو................یعنی خوش آمدید اے پیغمبر امن نہرو۔

نہرو جو اسلام کا، سلامتی کا اور انسانیت کا دشمن تھا، کشمیر کے ظلم و ستم کی ابتدا اسی کے ہاتھوں ہوئی تھی، بلکہ سرزمین ہند میں وسیع پیانے پر مسلم کش فسادات کی بنیاد بھی اسی کے دور میں پڑی تھی۔ پھر کوئی امن و سلامتی کا علمبردار ہی سہی اسے رسول السلام یعنی امن و سلامتی کا پیغمبر بنا دینا سخت غلط ہے اور مقام رسالت کی توہین بھی۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ اسلام کو اسلام اسی لیے کہا جاتا ہے کہ امن و سلامتی کا دین ہے اسی بنا پر حضور ﷺ کو جب پیغمبر اسلام کہا جاتا ہے تو اس میں امن و سلامتی کے پیغمبر ہونے کا مفہوم بھی شامل ہوتا ہے۔ تو اپنوں اور پرایوں میں جو مفہوم حضور ﷺ کے لیے مختص ہو چکا ہو، اسے کوئی خصوصاً ایسا شخص جو خود کو حرمین شریفین کا خادم کہتا ہے، کسی اور شخصیت کے لیے اختیار کرے تو بہت ہی افسوس کا مقام ہے۔ ایسا بدنصیب شرک فی الرسالۃ کا مرتکب ہو رہا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ لا یشعرون (انھیں شعور نہیں) کی مہر اس کے دل پر لگ چکی ہے۔ شاہ سعود کی اس حرکت سے عالم اسلام بیقرار ہو گیا، ہر کہیں شور مچا، پاکستان میں بھی مختلف مکاتب فکر کے لوگوں نے احتجاج کیا، اخبارات نے ایمان افروز اور غیرت انگیز اداریئے لکھے۔ خود ہندو اخبارات نے اس پر تبصرے کیے۔ بھارتی اخبارات کے اداریوں میں 'خوش آمدید پیغمبر امن' کے تحت حسب ذیل جملے بھی موجود ہیں

☆...... پردھان منتری شری جواہر لال نہرو پیغمبر اسلام ﷺ کی دنیا میں پہنچے تو ان کا استقبال پیغمبر امن کے نعروں سے کیا گیا۔

☆......اگر ہم غلطی نہیں کرتے تو اسلام کے معنی امن کے ہیں۔ سلامتی کے ہیں۔ پیغمبر اسلام کے معنی بھی امن و سلامتی کے پیغمبر ہیں۔

☆......پیغمبر اسلام ﷺ کے ملک کے باسیوں نے پنڈت جی کی عزت افزائی کے لیے دینی لفظ منتخب کیا جس پر اسے ناز ہے، جس کی وجہ سے دنیائے اسلام میں عرب دیش کی عزت ہے۔

☆...... پنڈت جی کے اس دورے کا نتیجہ کیا ہوگا؟ یہ تو وقت ہی بتائے گا مگر اس سے کفر اور کافر کے فلسفے میں تبدیلی ہو گئی ہے"

(روزنامہ تیج دہلوی ۲۷ ستمبر ۱۹۵۶ء)

نوٹ: محترم جناب ریٹائرڈ کرنل محمد انور مدنی صاحب نے 'حضرت سیدہ صادقہ امینہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عظمت شان' پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا یہی نام ہے۔ اس کے دیباچے سے یہ اقتباس لیا گیا ہے۔

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے

غلام مصطفیٰ ایم اے مجددی

حضور ختم المرسلین ﷺ کی چالیس احادیث مبارکہ کو یاد کرتے اور ان کو آگے پھیلانے کی بہت منزلت وفضیلت ہے، اسی لئے امت مسلمہ کے جلیل القدر اماموں نے اس کار خیر کا خاص اہتمام فرمایا ہے۔ ''اربعین نووی'' اس سلسلہ مبارک کی مشہور کڑی ہے۔ یہ احقر العباد عفی عنہٗ بھی اپنی نجات و بلندی درجات کیلئے ''اربعین'' کو مرتب کر رہا ہے۔ جن میں حضور پرنور شافع یوم نشور قاسم راحت وسرور، مرکز شہود ودہور ﷺ کی ختم نبوت ورسالت کے عظیم الشان دلائل موجود ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ العزیز

حق کے گر انور دیکھا چاہیے
جلوہ سرکار دیکھا چاہیے
وہ گھٹا رحمت کی منڈ لانے لگی
زلف عنبر بار دیکھا چاہیے
چھوڑ کر صحن جناں قدسی چلے
ان کے لالہ زار دیکھا چاہیے

حدیث ۱:

☆.....حضور خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

''کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلك نبی'' خلفہ نبی'' ولا نبی بعدی''

یعنی بنی اسرائیل کے انبیاء کرام علیہم السلام سیاست فرماتے۔ ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آجاتا، اور میرے بعد کوئی نبی نہیں'' (بخاری شریف ج ۱ص ۴۹۱)

حدیث ۲:

☆.....حضور خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

''مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصرا احسن بنیانہ ترك منہٗ موضع لبنۃ فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہٗ لا موضع تلك اللبنۃ فکنت انا سددت موضع اللبنۃ و انا ختم بی البنیان و ختم بی الرسل وفی لفظ الشیخین فانا اللبنۃ خاتم النبیین''

یعنی میری اور تمام انبیاء علیہم السلام کی مثال ایک محل کی طرح ہے جو نہایت اچھا بنایا مگر اس میں ایک اینٹ کی خالی جگہ رہی۔ اسے دیکھنے والے اس کی خوبصورتی پر متعجب ہوتے لیکن وہی ایک اینٹ کی جگہ انہیں کھٹکتی، میں نے آکر وہ جگہ پر کردی۔ لہذا مجھ پر وہ محل مکمل ہوگیا، میں ہی آخری رسول ہوں، میں ہی وہ آخری اینٹ (کی صورت) ہوں اور میں ہی تمام نبیوں کا آخری نبی ہوں۔ (متفق علیہ بخاری ج ۱ص ۵۰۱)

حدیث ۳:

☆.....حضور شفیع المذنبین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

'' و ارسلت الی الخلق کافۃ و ختم بی نبیون''

یعنی میں تمام مخلوق کی طرف رسول ہوں، مجھ پر انبیاء کرام علیہم السلام ختم ہوئے (مسلم شریف، ترمذی ج ۱۸۸)

حدیث ۴:

☆.....حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

'' ان اللہ عزو جل کتب مقادیر الخلق قبل ان یخلق السمٰوٰت والارض بخمسین الف سنۃ فکان عرشہ علی الماءِ و من جملۃ ما کتب فی الذکر و ھو ام الکتاب ان محمدا خاتم النبیین''

یعنی بلا شبہ اللہ تعالیٰ زمینوں اور آسمانوں کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوق کی تقدیر لکھی، اس کا عرش پانی پر تھا، ان کی تقدیروں سمیت ذکر میں جو کہ کتاب کی جان ہے، یہ لکھا کہ بیشک محمد تمام نبیوں سے آخری نبی ہیں'' (مسلم شریف)

حدیث ۵:

☆.....حضور سید الاولین والآخرین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

'' انہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی'' وانا

خاتم النبیین لا نبی بعدی"
میری امت میں تیس کذاب نکلیں گے، ہر کوئی دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے لیکن میں ہی نبی آخر ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں" (متفق علیہ)

حدیث ٦:

☆......حضور محب المساکین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

"اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ غیر انہ لا نبی بعدی"

اے علی! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم میرے نزدیک وہی ہو جو موسیٰ کے نزدیک ہارون تھے، ہاں لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا"

حدیث ۷:

☆......حضور مراد المشتاقین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

"ان الرسالۃ و النبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی و لا نبی بعدی"

بیشک رسالت و نبوت منقطع ہو چکی ہے، لہذا میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی، (جامع ترمذی ج ۲ ص ۹۱)

حدیث ۸:

☆......حضور شمس العارفین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

"لو کان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب"

"اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب نبی ہوتے" (جامع ترمذی)

حدیث ۹:

☆......حضور انیس الغریبین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

"یا ایھا الناس انہ لم یبقیٰ من مبشرت النبوۃ الا الرویا الصالحۃ یرھا المسلم او تری لہ"

اے لوگو! نبوت کی مبشرات سے کچھ بھی باقی نہیں رہا مگر اچھے خواب جسے مسلمان دیکھتا ہے یا اس کیلئے کسی اور کو دکھایا جائے" (سنن ابوداؤد)

حدیث ۱۰:

☆......حضور راحۃ العاشقین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

"انا محمد" و انا نبی الرحمۃ و نبی التوبۃ و انا لمقفی و انا الحاشر و نبی" للملاحم"

یعنی میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں رحمت اور توبہ کا نبی ہوں، میں سب سے آخری نبی ہوں، میں حاشر ہوں، میں جہادوں کا نبی ہوں۔ (مسند احمد)

حدیث ۱۱:

☆......حضور سراج السالکین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

"نحن الاخرون من اھل الدنیا و الا ولون یوم القیامۃ المقضی لھم قبل الخلائق"

ہم دنیا والوں میں سب سے بعد آنے والے ہیں، اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہیں، تمام مخلوق سے پہلے ہمارے لئے حکم نافذ ہوگا، (سنن ابن ماجہ)

حدیث ۱۲:

☆......حضور مصباح المقربین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

"نحن اخر الامم و اول من یحاسب فتفرج لنا الامم عن طریقنا"

ہم ہی سب امتوں کے آخر ہیں اور پہلے ہیں جن سے حساب لیا جائے، اور سب امتیں ہمارے لئے راستہ چھوڑ دیں گی" (سنن ابوداؤد)

حدیث ۱۳:

☆......حضور الصادق والامین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

" ذھبت النبوۃ و بقیت المبشرات"

نبوت تو ختم ہوگئی، مبشرات باقی رہ گئیں، (مسند احمد کنز العمال ج ۸ ص ۳۴)

حدیث ۱۴:

☆......حضور سرور دنیا و دین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

" لا نبی بعدی و لا امۃ بعد امتی"

میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں۔ (بیہقی)

حدیث ۱۵:

☆......حضور سلطان السلاطین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

" لم یبق من النبوۃ الا المبشرات الرویا الصالحۃ"

نبوت سے کچھ باقی نہیں بچا مگر اچھی خوابوں کی بشارت، (بخاری شریف)

حدیث ۱۶:

☆......حضور خیر المنزلین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

" یا عم اقم مکانک الذی انت فیہ فان اللہ یختم بک الھجرۃ کما ختم بی النبوۃ"

اے چچا (عباس) اپنی جگہ سکون کریں، اللہ تعالیٰ نے آپ پر ہجرت ختم فرمائی جیسے مجھ پر نبوت ختم فرمائی، (فضائل الصحابہ ابونعیم)

حدیث ۱۷:

☆......حضور ارشد الراشدین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

" ان قائد المرسلین و لا فخر و انا خاتم النبیین و لا فخر و انا شافع و مشفع" و لا فخر"

میں تمام رسولوں کا قائد ہوں، اور مجھے کوئی فخر نہیں، اور میں تمام نبیوں کا آخری نبی ہوں اور مجھے کوئی فخر نہیں، اور میں شفاعت کرنے والا ہوں اور وہ جس کی شفاعت قبول ہے اور مجھے فخر نہیں۔ (سنن دارمی، مشکوۃ ص ۵۱۴)

حدیث ۱۸:

☆......حضور فخر المرشدین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

" فو الله لا نا لحاشر و انا العاقب و انا النبی المصطفیٰ"

اللہ کی قسم میں حاشر ہوں، اور میں عاقب (بعد میں آنیوالا) اور میں مصطفیٰ ہوں (سنن دارمی، مشکوۃ ص۵۱۴)

حدیث ۱۹:

☆......حضور اشرف الوارثین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

" کنت اول النبیین فی الخلق و اخر هم فی البعث"

میں تخلیق میں سب نبیوں سے اول ہوں اور بعثت میں آخر ہوں (طبقات ابن سعد)

حدیث ۲۰:

☆......حضور اکرم الاکرمین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

" لی عشرة اسماءٍ عند ربی انا محمد و احمد الفا تح و الخاتم و ابو القاسم ، والحاشر والعاقب والما حی و یسین و طٰه"

یعنی میرے رب کے پاس میرے دس نام ہیں، میں محمد، احمد، فاتح، آخری نبی، ابوالقاسم، حاشر، عاقب (بعد میں آنیوالا) کفر کو مٹانے والا، یٰسین اور طٰہٰ ہوں

حدیث ۲۱:

☆......حضور اجمل الاجملین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

" انی مکتوب" عند الله فی ام الکتاب لخاتم النبیین و ان ادم المنجدل " فی طینته"

میں اللہ تعالیٰ کے ہاں لوح قدرت میں آخری نبی لکھا گیا تھا جبکہ آدم اپنی مٹی میں تھے (سنن بیہقی، کنزل العمال ج۸ص۳۳)

حدیث ۲۲:

☆......حضور روح العابدین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

" ذهبت النبوة فلا نبوة بعدی"

نبوت تو چلی گئی، پس میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہو سکتی (معجم کبیر طبرانی کنز العمال ج۸ص۳۴)

حدیث ۲۳:

☆......حضور نور الصادقین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

" ولا سالت الله شیا الا اعطا نیه غیر انه قیل لی لا نبی بعدك"

میں نے جو کچھ بھی اللہ سے مانگا اس نے ضرور عطا کیا مگر مجھے یہ کہا گیا کہ تیرے بعد کوئی نبی نہیں، (معجم اوسط طبرانی)

حدیث ۲۴:

☆......حضور اصبر الصابرین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

" ان الله بعثنی لتمام مکارم الاخلاق و کمال محاسن الافعال"

بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے اخلاق کے درجات مکمل کرنے اور اچھے اعمال کے کمالات پورے کرنے کیلئے بھیجا' (شرح السنۃ مشکوۃ ج۳ص۲۳۷)

حدیث ۲۵:

☆......حضور سند الحاکمین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

" اول الرسل ادم و آ خرهم محمد" "

رسولوں میں اول آدم اور آخر محمد ہیں۔ (نوادر الاصول)

حدیث ۲۶:

☆......حضور اکمل الاکملین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

" و انا المقفیٰ قضت النبیین عا مة و انا قثم"

اور میں تمام نبیوں کے آخر میں آیا ہوں اور نہایت کامل ہوں' (مطالع اسرات)

حدیث ۲۷:

☆......حضور مقصد القاصدین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

" ان لی اسمـاء" انا محمد" و انا احمد و انا الما حی الذی یمحو الله بی الکفر و انا لحا شر الذی یحشر الناس علی قدمی و نا العا قب الذی لیس بعدهٗ نبی"

بیشک میرے کئی نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں، جس کے ذریعے اللہ کفر کو ختم فرمائے گا، میں حاشر ہوں کہ میرے قدموں میں لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا، اور میں عاقب ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں،

(سنن نسائی، مشکوۃ شریف ج۳ص۲۳۹)

حدیث ۲۸:

☆......حضور انصر الناصرین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

" انا محمد" و احمد و المقفیٰ و الحاشر"

میں محمد، احمد، آخری نبی اور حاشر ہوں' (مسلم شریف)

حدیث ۲۹:

☆......حضور اطہر الطاہرین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

"فیا تون محمد أ فیقولون یا محمد انت رسول الله و خاتم الانبیاء"

قیامت کے دن سب محمد مصطفیٰ ﷺ کے حضور آ کر عرض کریں گے، اے محمد مصطفیٰ (ﷺ) آپ اللہ کے رسول اور نبی آخر ہیں' (جامع ترمذی، ج۲ص۶۶)

حدیث ۳۰:

☆......حضور اشہد الشاہدین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

" قال ادم من محمد" قال اخر ولدك من الا نبیاء"

حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا، کون محمد، جبریل نے کہا نبیوں میں آپ کے آخری فرزند (حلیۃ الاولیاء)

حدیث ۳۱:

☆.....حضور نزہۃ الناظرین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

"الحمد لله الذى ارسلنى رحمة للعالمين و كافة للناس بشير و نذيرا و انزل على الفرقان فيه تبيان" لكل شيى و جعل امتى خير امة اخرجت للناس و جعل امتى هم الاولين والآخرين فاتحا و خاتما"

تمام تعریف اللہ کیلئے جس نے مجھے تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا اور تمام لوگوں کیلئے بشیر ونذیر بنایا، مجھ پر فرقان نازل فرمایا جس میں ہر چیز کا بیان ہے، میری امت کو بہترین امت قرار دیا، اسے اول وآخر قرار دیا، میں ہی فاتح اور خاتم (آخری نبی) ہوں' (مسند ابو یعلیٰ)

حدیث ۳۲:

☆.....حضور احسن المحسنین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

"فقال يا رب من هذا قال هذا ابنك احمد هو الاول وهو الاخر وهو اول شافع و اول مشفع"

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی اے مولا یہ نور کس کا ہے، فرمایا یہ تیرا بیٹا احمد ہے، وہ اول بھی ہے اور وہ آخر بھی ہے، وہ پہلے شفاعت کرنیوالا ہے اور پہلے اس کی ہی شفاعت قبول ہوگی' (ابن عساکر

حدیث ۳۳:

☆.....حضور سرور الذاکرین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

"قال صدقت يا آدم انهٗ لا حب الخلق الىّ واذ سالتنى بحقهٗ فقد غفرت لك ولو لا محمد" ما خلقتك وهو اخر الانبياء من ذريتك"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے آدم تو نے سچ کہا، وہ مجھے ساری مخلوق سے پیارا ہے۔ اور جب تو اسکے وسیلے سے مجھ سے مانگے گا تو میں نے تیری مغفرت فرمادی، اور اگر محمد مصطفیٰ نہ ہوتے تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا، وہ تیری اولاد سے آخری نبی ہے' (معجم کبیر طبرانی)

حدیث ۳۴:

☆.....حضور جلیس الجالسین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

"انت محمد" رسول الله المقفىٰ الحاشر"

آپ محمد' اللہ کے رسول ہیں' آخری نبی اور حاشر ہیں' (دلائل النبوۃ)

حدیث ۳۵:

☆.....حضور ازہد الزاہدین ﷺ نے سوسمار سے پوچھا کہ میں کون ہوں، اس نے جواب دیا!

" انت رسول رب العالمين و خاتم النبيين"

آپ تمام جہانوں کے رب کے رسول اور آخری نبی ہیں'

(معجم اوسط طبرانی البدایہ ج ۶ ص ۱۴۹)

حدیث ۳۶:

☆.....حضور کاف المومنین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

" انما بعثت فاتحا و خاتما"

یعنی مجھے فاتح اور خاتم بنا کر بھیجا گیا ہے' (شعب الایمان بیہقی)

حدیث ۳۷:

☆.....حضور طٰہٰ ویٰسین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

کہ جبریل امین علیہ السلام نے مجھے کہا یا رسول اللہ!

" سماك با لاول لا نك اول الانبياء خلقا و سماك با الاخر لا نك اخر الا نبياء فى العصر و خاتم الانبياء الى اخر الامم"

یعنی آپ کا نام اول ہے کہ آپ تخلیق میں سب نبیوں سے اول ہیں' اور آپ کا نام آخر ہے اس لئے کہ آپ زمانے میں سب نبیوں سے آخر ہیں' آپ آخری امت کی طرف آخری نبی بن کر آئے۔ (شرح شفا تلمسانی)

حدیث ۳۸:

☆.....حضور ناصر المسلمین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

کہ حضرت نوح علیہ السلام قیامت کے دن عرض کریں گے۔

" دعوتهم يا رب دعا فا شيا فى الاولين و لا خرين امة بعد امة حتىٰ انتهى الىٰ اخر النبيين احمد فا نتسخهٗ و قراهٗ و امن به و صدقة "

اے اللہ میں نے اپنی قوم کو ایسی دعوت دی جو سب قوموں میں مشہور ہوگئی، حتیٰ کہ احمد مصطفیٰ آخری نبی تک بات جا پہنچی، انہوں نے اس دعوت کو لکھا پڑھا اس پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کی' (مستدرک حاکم)

حدیث ۳۹:

☆.....حضور نافع العالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

" انا محمد ابن عبد الله بن عبد المطلب بن ها شم العربى الحر مى المكى لا نبى بعدى"

میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم عربی حرمی مکی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں' (تنبیہ الغافلین)

حدیث ۴۰:

☆.....حضور شفیع الشافعین ﷺ نے ارشاد فرمایا!

" لا تقوم الساعه حتى يخرج ثلاثون كذابون منهم مسيلمة والعنسى و المختار"

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس کذاب نہ نکلیں گے، ان میں مسیلمہ عنسی اور مختار بھی شامل ہیں' (مسند ابو یعلیٰ)

معراج پاک اور چاند کا سفر

مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصےٰ الذی بارکنا حولہٗ لنریہٗ من آیاتنا انہٗ ھو السمیع البصیر○ (پارہ ۱۵، ع ۱)

ترجمہ: پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے"

وقال رسول اللہ ﷺ

"ثم عرج بنا الی السمآءِ" (مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۰)

"حضور ﷺ نے فرمایا کہ (مسجد اقصیٰ سے آگے) پھر ہمیں آسمان پر لے جایا گیا۔

حضرات! معراج شریف کا مہینہ آرہا ہے۔ اور اتفاق کی بات دیکھئے کہ معراج شریف کے مہینے سے تھوڑا ہی عرصہ پہلے ان دنوں امریکی خلابازوں کے چاند پر پہنچنے کی بات چل نکلی ہے۔ یہ بھی خدا تعالیٰ کی ایک حکمت ہے کہ اپنے محبوب پاک کے سچے سفرِ پاک کے منکروں کا منہ بند کرنے کیلئے اس مہینے کی آمد سے پہلے ہی ان روشن خیالوں کی زبانی ایسی ایسی باتیں کہلوا اور منوا دیں۔ جن کی وجہ سے اب یہ لوگ معراج پاک کے کسی واقعہ پر کوئی اعتراض کر ہی نہیں سکتے۔

چاند کی بات:

پہلے میں چاند پر پہنچنے کی بات کرلوں۔ آج کل یہ بڑا شور ہے کہ امریکی خلاباز چاند پر اتر گئے۔ اس خبر سے لوگوں میں عجیب وغریب باتیں ہونے لگی ہیں، کچھ لوگ تو یوں کہہ رہے ہیں کہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا، اور وہ ہرگز چاند پر نہیں پہنچے اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو امریکہ کی اس خبر سے مرعوب ہوکر قرآن پاک کی تفسیر بالرائے کرنے لگے ہیں خواہ مخواہ آیات پاک کو توڑ موڑ کر امریکیوں کا چاند پر جانا گویا نص سے ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ دراصل یہ دونوں طریق ہی غلط ہیں۔ کیوں کہ نہ تو چاند پر پہنچنا ناممکن ہے اور نہ ہی قرآن پاک اس مقصد کیلئے آیا ہے کہ وہ یہ بات بیان فرمائے کہ تم چاند پر پہنچو گے یا نہیں؟ ہاں قرآن پاک نے انسان کی عظمت ضرور بیان فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے۔ "لقد کرمنا بنی آدم"

کہ ہم نے انسانوں کو کرامت وعظمت بخشی ہے۔

اور فرمایا ہے۔

"وسخر لکم ما فی السمٰوٰت و ما فی الارض جمیعاً"

یعنی اللہ نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے تمہارے لئے مسخر کردیا۔

انسان کی اس عظمت کے بیان سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ہر انسان میں انسانی عظمت وتسخیر کائنات کی قوت موجود ہے۔ جو شخص بھی اپنی محنت وکوشش سے اسے بروئے کار لائے گا وہ پھل پائے گا۔

یاد ماضی:

چنانچہ ایک دور ایسا بھی گزرا ہے۔ جب کہ مشرقی ومغربی دنیا کی بہت سی قومیں دریا، پہاڑ، پانی، بجلی، چاند سورج اور ستاروں کو مافوق الفطرت طاقت سمجھتی تھیں، اور انہیں معبود سمجھ کر ان کے آگے سر جھکائے ہوئے تھیں، اس خیال باطل کے برعکس سب سے پہلے قرآن ہی نے اعلان فرمایا کہ!

"ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ط"

"وہی اللہ ہے جس نے جو کچھ بھی زمین میں سے تمہارے لئے پیدا کیا ہے"

اور پھر یہ بھی فرمایا کہ!

"وسخر لکم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض"

"اور جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین ہے تمہارے لئے مسخر کردیا"

اور فرمایا!

"وسخر لکم الشمس والقمر"

"اللہ نے تمہارے لئے سورج اور چاند کو مسخر کردیا"

قرآن پاک نے اس حقیقت کو واضح فرمادیا کہ یہ جتنی چیزیں ہیں تمہاری معبود کیسے ہو سکتی ہیں، جبکہ انہیں تمہارے لئے اور تمہاری خدمت کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ تم ان کیلئے نہیں بلکہ یہ تمہارے لئے ہیں۔

شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

یعنی بادل، ہوا، چاند، سورج اور آسمان سب تیرے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ جو روٹی تمہارے ہاتھ میں ہے غور کرو تو آسمان نے مینہ برسا کر۔ اور مینہ نے برس کر، ہواؤں نے بادلوں کو چلا کر، اور چاند سورج نے اپنی برودت و حرارت سے ان کھیتوں کو پکا کر یہ تمہارے لئے تیار کی ہے اور خدا تعالیٰ نے ان سب کو تمہاری روٹی تیار کرنے میں لگا دیا ہے، اب تمہارا بھی فرض ہے کہ غفلت اختیار نہ کرو اور اتنے بڑے مہربان خالق کو نہ بھولو جس نے اتنی بڑی بڑی چیزوں کو تمہارے کام میں لگا دیا ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ سب چیزیں ہماری خادم ہیں۔ مخدوم بھی نہیں، چہ جائیکہ معبود بن سکیں۔ تو یہ اسلام ہی ہے۔ جس نے انسان کا یہ وہم دور کیا کہ یہ چاند سورج وغیرہ کوئی مافوق الفطرت چیزیں ہیں۔ جن کے آگے انسان کو جھکنا چاہئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا!

" ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف اللیل والنھار لایات لاولی الالباب"

" بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات کے الٹ پھیر میں عقلمندوں کیلئے بڑی نشانیاں ہیں۔

اس ارشاد میں خدا تعالیٰ نے آسمان و زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرنے کی انسانوں کو دعوت دی ہے تا کہ اسے اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور نشانیوں کا پتہ چلے۔

قرآن پاک کی اسی دعوت پر قرون اولےٰ کے مسلمانوں نے ضروریات زمانہ کے مطابق علوم وفنون وحاصل کئے اور یہ حقیقت ہے۔ کہ ریاضی، الجبرا، ہیت و نجوم و فلکیات طب و فلسفہ و منطق و انجیرنگ، صناعی وغیرہ ہر قسم کے فنون میں کیا نظر نہیں آتا تاریخ پڑھئے تو قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں کیا نظر نہیں آتا۔ زمین و آسمان کے متعلق بڑے بڑے تجربات و انکشافات ان سے ثابت ہیں اور یہ مسلمانوں ہی کے علوم و انکشافات تھے جن کو سامنے رکھ کر مغربی دنیا نے آج سائنس کی جدید ایجادات کے معامل میں دنیا بھر میں امامت حاصل کر لی، اور مسلمان اپنی غفلت سے قرآن پاک سے بے نیاز رہ کر ایک طرف اخلاقی و روحانی دولت سے محروم ہو گئے اور دوسری طرف علوم وفنون سے بھی تہی دست ہو گئے۔

وہ معزز تھے زمانہ میں مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

بھائیو! یہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں، حقیقت ہے۔ قرآن و حدیث کے ارشادات ہمارے پیش نظر نہ رہے لیکن دوسروں نے ان سے فائدہ اٹھایا یہ آج کل کے مغربی سائنس دان ہمارے قرآن اور ہمارے رسول کے ارشادات کو دیکھتے ہیں اور پھر اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ میں نے ایک مرتبہ کسی اردو رسالے میں جرمنی کے ایک ڈاکٹر کا واقعہ پڑھا تھا کہ اس نے

حدیث:

ہمارے حضور ﷺ کی ایک روز یہ حدیث پاک پڑھی کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ تمہارے برتن میں اگر کتا منہ ڈال جائے تو اسے پہلے مٹی سے مانجھو۔ پھر دھو ڈالو (مشکوٰۃ شریف ص ۴۴)

ڈاکٹر نے یہ ارشاد نبوی پڑھا۔ تو سوچنے لگا کہ حضرت (ﷺ) نے برتن کو مٹی سے مانجھنے کا جو حکم دیا ہے۔ یہ بلا وجہ نہیں اس میں ضرور کوئی حکمت ہے۔ چنانچہ اس نے اس پر غور کرنا شروع کیا اور آخر اس نتیجہ پر پہنچا کہ مٹی کے اندر نوشادر کے اجزا پائے جاتے ہیں اور نوشادر کتے کے جراثیم کو ہلاک کرنے کا یہ نسخہ مجھے حدیث سے ملا ہے۔ پڑھئے درود شریف

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

غور فرمائیے کہ حدیث پاک کے ارشادات سے اغیار تو فائدہ اٹھا رہے ہیں اور اپنا یہ حال ہے کہ ہم میں سے ایسے ایسے ماڈرن فاضل پیدا ہونے لگے جو سرے سے حدیث کا انکار ہی کر بیٹھے۔

بات دراصل یہ ہے کہ آجکل وہ ماڈرن افراد جو بقول حاجی حق حق

کتا لخت جگر ہے صاحب کا
اس سے بوس و کنار کرتے ہیں

ہر وقت کتوں میں ملے جلے رہتے ہیں، اور انہیں گود میں اٹھا کر ان کا منہ بھی چوم لیتے ہیں۔ فرمائیے! اگر یہ لوگ حدیث پر ایمان لے آئیں تو ان کیلئے کتنی بڑی مشکل ہے کہ دن میں کئی کئی بار انہیں اپنا منہ بھی مٹی سے مانجھنا پڑے۔ پھر ان کے برتنوں کے متعلق تو ایک لطیفہ بھی پڑھا تھا کہ

لطیفہ: ایک صاحب کا کتا مر گیا، تو صاحب بہادر کا باورچی بہت رویا۔ صاحب نے وجہ دریافت کی کہ تم اتنا زیادہ کیوں رو رہے ہو؟ تو باورچی بولا! صاحب! بات یہ ہے کہ کتا زندہ تھا تو باورچی خانہ کے آدھے برتن میں صاف کرتا تھا اور آدھے یہ کتا صاف کر دیا کرتا تھا۔ اب روتا اس لیے ہوں کہ

سارے برتن مجھے صاف کرنا پڑیں گے۔"

ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ یہ چاند سورج اور پہاڑ وغیرہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے انسان کیلئے پیدا کئے ہیں۔ جو انسان بھی اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے گا، وہ ان سے مستفید ہو سکتا ہے۔ چنانچہ آج انسانوں نے سمندروں کو چیر لیا، راستے بنا لیے۔ تہوں تک جا پہنچا۔ پہاڑوں کو تو ڑ لیا ہواؤں پر تیرنے لگا، بجلی کو تصرف میں لے آیا، یہ سب کچھ اسی انسانی عظمت کے بروئے کار لانے کا نتیجہ ہے۔ اور یہ ہرگز کسی ارشاد خداوندی وارشاد مصطفوی کے خلاف نہیں، اسی طرح آج اگر انسان بقول امریکہ چاند پر بھی جا پہنچا ہے۔ تو اس میں کوئی بات نہیں، جس سے مسلمان کیلئے کوئی تشویش پیدا ہو۔ ہاں اس مبینہ واقعہ میں مسلمان کیلئے تازیانہ عبرت ضرور ہے کہ تم نے اعتبار کی صورت کی نقالی میں تو ایسی دوڑ لگائی کہ انہیں بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ لیکن ان کے غور وفکر کی طرف کوئی توجہ نہ دی کہ وہ ہمارے ہی اصولوں کو پیش نظر رکھ کر مادی دوڑ میں آگے نکل گئے، اور تم اپنے ہی دین کا مذاق اڑا کر نہ اِدھر کے رہے اُدھر ہے!

بیکار کون؟:

حضرات! یہ آج کل کا پڑھا لکھا طبقہ جو اپنے آپ کو ماڈرن اور ترقی یافتہ کہتا ہے اور مولوی کو رجعت پسند کہتا نہیں لکھتا اور جس کے فیشن میں مولوی کو برا کہنا بھی داخل ہے، اور ان کی زبان پر یہ جملہ عام رہتا ہے کہ مولوی تو بیکار وجود ہے، اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اب یہ طبقہ اس بات کا جواب دے کہ یہ جو امریکہ والے چاند پر جا پہنچے ہیں، تم پڑھے لکھے اور ترقی یافتہ ہو کر پیچھے کیوں رہ گئے؟ اور یہاں تمہاری ترقی کیوں رک گئی؟ مولوی بے چارہ تو ہے ہی تمہاری نظر میں بے کار۔ مگر تم تو "با کار" اور قوم کیلئے بڑے مفید تھے، لازم تو یہ تھا کہ تم اپنی اس ترقی کا ثبوت دیتے اور چاند پر پہنچ کر وہاں سے مولوی کو آواز دیتے کہ دیکھ لو یہ ہے ترقی کہ ہم کہاں سے کہاں سے پہنچ گئے اور تم ابھی حجرہ نشین ہی ہو، مگر اے مولوی کے خلاف بولنے والو! دیکھ لو جہاں مولوی وہاں تم بھی ہو۔ پس اگر مولوی بے کار ہے تو با کار بھی نہیں۔

ہم تو آشفتہ سری سے نہ سنورنے پائے
آپ سے کیوں نہ سنوارا گیا گیسو اپنا

ہوا کی سیر اور آسمانوں کا سفر:

میرے بھائیو! یہ ہوا کی سیر اور چاند کو بھی پیچھے چھوڑ کر آسمانوں پر بھی جا پہنچنے کی مثال آج سے چودہ سو سال پہلے قرآن وحدیث نے بیان فرمادی تھی۔ حضرت سلیمان کے تخت کا ہوا میں اڑنا اور مہینے بھر کی مسافت کو نصف دن میں طے کر لینا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر تشریف لے جانا اور پھر قیامت کے نزدیک زندہ واپس آجانا اور حضور سرور عالم ﷺ کا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور پھر وہاں سے چاند وسورج اور ساتوں آسمانوں کو بھی پیچھے چھوڑ کو آگے نکل جانا اور وہاں پہنچ جانا جہاں کسی کا وہم خیال بھی نہ پہنچ سکے، اور پھر وہاں سے آنا فانا واپس تشریف لے آنا مسلمان تو چودہ سو سال سے حقائق سنتا چلا آ رہا ہے۔

آج اگر اغیار نے انہی حقائق کو پیش نظر رکھ کر اپنے مادی وسائل سے چاند تک پہنچنے کی کوشش کی اور وہ کامیاب ہوئے، تو یہ ہماری ہی تاریخ کا فیض ہے اور یہ لوگ ہمارے پس رو رہی ہیں پیش رو نہیں آج ان لوگوں کا یہ دعویٰ کہ ہم چاند پر پہنچ گئے ہیں یہ ہمارے لئے باعث تشویش ہرگز نہیں بلکہ ہمارے عقائد وحقائق کیلئے تائید وتصدیق کی مفید ہے۔ ان کے ان دعویٰ کو آج ہم حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کے ہوا میں اڑنے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے اور پھر آسمان سے زندہ نزول فرمانے اور حضور ﷺ کے واقعہ معراج شریف کی تائید میں پیش کر سکتے ہیں، اور اب ان تمام شکوک وشبہات اور اعتراضات جو منکرین وملحدین رفع الی السماء اور معراج شریف کے متعلق بڑے جوش وخروش سے پیش کیا کرتے تھے صرف اسی ایک واقعہ سے دندان شکن جواب دے سکتے ہیں۔

آج سے پہلے یہی سائنسدان معراج شریف اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا سن کر کہا کرتے تھے کہ کشش زمین سے نکلنا ہی مشکل ہے، اور آج یہی لوگ خود اس کشش سے نکل جانے کے مدعی ہیں، یہ حقیقت ہے کہ کشش زمین سے نکل کر زمہریری اور گرم کروں سے سلامتی کے ساتھ گزر کر بیس ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے تقریباً تین لاکھ میل اور چاند کے مدار میں پہنچ کر چاند پر اتر جانے اور پھر وہاں سے سلامتی کے ساتھ زمین پر واپس آجانے کے مدعیوں کے پاس اب ہمارے حضور ﷺ کے معراج کے متعلق یہ مشہور اعتراضات قطعاً باقی نہیں رہے کہ

☆......کوئی جسم ثقیل اپنا مرکز زمین چھوڑ کر اوپر کیسے جا سکتا ہے؟

☆......لاکھوں کروڑوں میل کا سفر آنا فانا کیسے طے ہو گیا؟

☆......اور حضور اقدس اس قدر دور دراز کا سفر طے کر کے سلامتی کے ساتھ واپس کیسے تشریف لے آئے؟ وغیرہا۔

چاند پر اتر جانے کے مدعی اپنے اس خلائی سفر کی جو روئداد بیان کرتے رہے اور جو تفصیل اخبارات میں آتی رہی۔ اس پر یقین کر لینے کے بعد واقعہ معراج شریف اور رفع الی السماء پر کوئی عقلی اعتراض باقی نہیں رہ جاتا، راکٹ پر بیٹھ کر چاند پر اتر جانا ایک ایسا واقعہ ہے۔ جس سے مسلمان کے معتقدات کی تائید خود اہل سائنس کی زبانی ہو گئی اور اپنی سائنس کا کمال دکھانے والوں نے خود ہی کمالات اسلام کی تصدیق کر دی۔

آج کل کی ایجادات اور تائید معجزات:

بھائیو! ہمارا دعویٰ ہے کہ آج کل کی سائنس کی ایجادات سے اسلامی کمالات اور انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کی تائید ہونے لگی ہے۔ جو لوگ معجزات وکرامات پر اپنے عقلی شبہات پیش کیا کرتے تھے، ان ایجادات کے ہوتے ہوئے اب وہ معجزات وکرامات پر کس طرح اعتراض کر سکتے ہیں، درود شریف پڑھنے والے کی آواز کو حضور ﷺ کا دور سے سن لینا ان لوگوں کی عقل میں نہیں آیا کرتا تھا۔ مگر ریڈیو نے ان کی تسلی کا سامان مہیا کر دیا، وہ یوں کہ لندن امریکہ اور اس سے بھی دور کی آواز اگر عام آدمی ریڈیو کے ذریعے سن سکتا ہے تو اللہ کے محبوب ﷺ اپنی نبوت کے ذریعہ سے دور آواز کیوں نہیں سن سکتے؟

حضور ﷺ کا ہر میت کی قبر میں تشریف لانا ان عقل پرستوں کیلئے قابل اعتراض تھا، اور یہ کہا کرتے تھے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ دنیا بھر میں مرنے والوں کی ہر قبر میں حضور ﷺ تشریف لے آتے ہیں۔ اس کا جواب اللہ نے خود انہی کے ہاتھوں ٹیلویژن بنوا کر دے دیا کہ خود کو اپنی ایجاد ٹیلیویژن کے ذریعہ سے ملک بھر کے ہر اس گھر میں جہاں ٹیلیویژن کا سیٹ ہو، ایک ایکٹر کی تصویر اگر پہنچا سکتے ہو تو میں خدا برتر و توانا دنیا بھر کے مرنے والوں کی ہر قبر میں اپنے محبوب کو کیوں نہیں پہنچا سکتا؟

بھائیو! اب یہ چاند پر جانے کا مبینہ واقعہ بھی حضور ﷺ کی معراج پاک کا زبردست موید ہے، اور اب یہ لوگ کسی صورت بھی تو ہمارے حضور کے سچے واقعہ معراج اور اس کی تفصیل پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتے۔

ہم نے اخبارت میں پڑھا آپ نے بھی پڑھا کہ یہ راکٹ جس پر امریکہ کے تین خلاباز بیٹھ کر گئے۔ ہزاروں ٹن وزنی اور دیوہیکل بلند عمارت کی طرح ایک عظیم الجثہ مشینری کا مجموعہ تھا لاکھوں آدمی اس کی تیاری میں مصروف رہے، امریکہ کی ہر ریاست سے اس کیلئے کل پرزے اور دیگر سامان تیار ہو کے آتا رہا، اور کروڑوں کی تعداد میں اس کے اندر پرزے فٹ کئے گئے۔ خلابازوں کا جو مخصوص لباس تھا، اس لباس کا اپنا وزن تقریباً دو سو پونڈ تھا۔ ذرا غور کیجئے کہ اس قدر وزن دار راکٹ گویا ایک پہاڑ کا پہاڑ اپنے مرکز زمین کو چھوڑ کر اوپر چل دیتا ہے اور یہ لوگ واہ واہ پکار اٹھتے ہیں اور جہاں جہاں بھی اس اڑان کی خبر پہنچی سبھی عش عش کر اٹھے لیکن، ہم اس بات پر خوش ہیں کہ یہ وہی لوگ ہیں جو ہمارو حضور پرنور ﷺ کے شب معراج آسمانوں کی طرف تشریف لے جانے پر اپنی عقل کا یہ ڈھکوسلا پیش کرتے تھے کہ نہیں صاحب! ایک جسم اپنے مرکز زمین کو چھوڑ کر اوپر جا ہی نہیں سکتا۔ اب، ہم انہی سے پوچھتے ہیں کہ کیوں صاحب! آپ کا اگر ایک ''پہاڑ'' اوپر جا سکتا ہے تو ہماری سرکار ﷺ کے اوپر تشریف لے جانے میں تمہیں اعتراض کیسے ہوسکتا ہے؟ اگر کہو ہمارے ہاں تو لاکھوں سائنسدانوں کی محنت اور راکٹ کی صفت کا کمال ہے تو کہ یہاں ایک اللہ کی بے پناہ قدرت اور نبوت کی عظمت کا کمال ہے۔ بولو! کیا کہتے ہو؟

ہم نے اخبارات میں اس راکٹ کی رفتار کا عالم بھی پڑھا۔ آپ نے بھی پڑھا ہوگا، کہ یہ راکٹ فی گھنٹہ بیس ہزار میل کی رفتار سے اڑا اور واپسی پر تو اس کی رفتار ۲۷ ہزار میل بھی ہوگئی تھی یہ تو ہوئی بقول تمہارے راکٹ کی رفتار۔ اب سنئے ہمارے حضور ﷺ کے براق کی رفتار کا عالم یہ تھا کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ جہاں اس کی نظر پڑتی تھی وہاں اس کا قدم پڑتا تھا۔

تھا براق نبی یا کہ نور نظر
یہ گیا وہ گیا وہ نہاں ہوگیا

اور اور شعر سنئے!

برق سے تیز تر تھا براق آپ کا
کیوں کہ تھا عرش کو اشتیاق آپ کا
دیکھا جاتا نہیں ہے فراق آپ کا
جلد چلنا روا آج کی رات ہے

کیوں صاحب! اپنے راکٹ کی ۲۷ ہزار میل فی گھنٹہ تک رفتار بتانے والے کیا اب ہمارے حضور کے براق کی برق رفتاری پر اعتراض کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

ہم نے یہ بھی اخبارات میں پڑھا کہ قمری گاڑی کو اوپر پہنچانے کیلئے اس راکٹ کے تین حصے تھے، پہلے ایک حصہ چلا، اور کچھ دور اوپر جا کر وہ حصہ اپنا کام مکمل کر کے جدا ہوگیا اور بحر الکاہل میں گر گیا، اس حصہ کے الگ ہوتے ہی پھر ایک زبردست دھماکا ہوا اور دوسرا حصہ چل پڑا، اسی طرح کچھ دور اوپر جا کر ایک دھماکے کے ساتھ تیسرا حصہ چل پڑا۔ یہ دھماکے اتنے زبردست اور زوردار تھے کہ اندر بیٹھے ہوئے خلاباز اگر ان کی آواز سن پاتے یا اس کے دھکے کا اثر ان تک پہنچ جاتا تو وہ مر جاتے، مگر راکٹ بنانے والوں نے خلابازوں کیلئے ان کی سیٹیں کچھ اس انداز سے بنائی تھیں کہ ان پر نہ کسی دھماکے کی آواز کا اور نہ ہی کسی دھکے کا اثر ہوا اور وہ ایسی ہر بات سے محفوظ رہے۔

بھائیو! آج اس قسم کی سیٹوں کا اعلان کرنے والے چودہ سو سال پہلے کے اس اعلان کو بھی سن لیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ شب معراج جب میرا براق روانہ ہوا تو راستے میں اگر کوئی نیچی جگہ آجاتی تو اس کی اگلی ٹانگیں چھوٹی اور پچھلی بڑی ہوجاتیں۔ اور اگر کوئی نیچی جگہ آجاتی تو اس کی اگلی بڑی اور پچھلی چھوٹی ہوجاتیں، گویا خدا نے اپنے محبوب کیلئے ایسی سواری تیار فرمائی تھی کہ اگر کوئی اونچی، نیچی جگہ آئے تو براق کی ٹانگیں چھوٹی بڑی ہوتی

رہیں مگر محبوب کی سیٹ برابر ہے۔

اے اپنی عجیب وغریب سیٹ منوانے والو! پہلے ہمارے حضور ﷺ کی اعجاز نما سیٹ پر ایمان لاؤ۔ پھر کوئی اور بات کرو۔ ہم نے پھر اخبارات میں یہ بھی پڑھا کہ زمین پر جو خلائی اسٹیشن قائم کیا گیا تھا، اس کے اسٹاف میں جو خلابازوں کی صحت کے کنٹرولر ڈاکٹر تھے۔ وہ ڈاکٹر ہر وقت ان خلابازوں کی صحت پر نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ حتیٰ کے جب وہ خلاباز تقریباً تین لاکھ میل دور چاند کے قریب بھی جا پہنچے۔ تو یہ ڈاکٹرز زمین پر ان خلابازوں کی دل کی دھڑکن کی آواز بھی سن رہے تھے۔ کہاں ہیں وہ جو سماعت نبوت کے قائل نہیں، اور جو کراچی سے صرف گیارہ بارہ سو میل دور مدینہ شریف میں ندائے یارسول اللہ کی آواز پہنچ جانے کو نہیں مانتے اور یوں کہتے ہیں کہ نبی دور کی آواز نہیں سن سکتے، دور کی آواز سننا تو بس ''اللہ صاحب'' کی شان ہے؟ یہاں اس موقعہ پر جب کہ تین لاکھ میل دور سے دل کی دھڑکن کی بھی آواز سن لینے کا اعلان ہو رہا ہے تو یہاں کسی بھی تو ''توحید پرست'' کی طرف سے یہ فتوے شائع نہیں ہوا کہ نہیں صاحب! ایسا نہیں ہوسکتا۔ اتنی دور سے اور پھر دل کی دھڑکن کی بھی آواز سن لینا تو اللہ صاحب ہی کی شان ہے، یہاں تو یوں کہا گیا کہ کمال ہے بھئی! کمال ہے سائنس کا۔ تو اے سائنس کا کمال ماننے والو! نبوت کا کمال بھی تو مانو! دیکھو اللہ کے نبی ﷺ، خود اعلان فرما رہے ہیں کہ۔

'' واللہ ما یخفی علی رکوعکم ولا خشوعکم '' (بخاری شریف ص ۱۰۲ ج ۲)

''خدا کی قسم مجھ پر تمہارا رکوع اور خشوع بھی پوشیدہ نہیں''

اس ارشاد میں حضور ﷺ نے قسم فرما کر فرمایا ہے کہ مجھ پر خشوع بھی پوشیدہ نہیں اور ظاہر ہے کہ خشوع دل کا فعل ہے تو گویا حضور ﷺ پر لوگوں کے دلوں کی حالت بھی پوشیدہ نہیں اور نگاہ نبوت دلوں پر بھی جا پڑتی ہے۔ معلوم ہوا کہ ہمارے حضور ﷺ دل کی باتیں بھی جان لیتے ہیں، امریکی خلابازوں کے دلوں کی دھڑکنوں پر تین لاکھ میل دوری سے امریکی ڈاکٹروں کا مطلع ہو جانا اگر ہوسکتا ہے، تو خدا کے رسول ﷺ کا دلوں کی باتوں پر مطلع ہو جانا کیوں ممکن نہیں؟

پھر ہم نے اخبارات میں یہ بھی پڑھا کہ امریکی خلاباز نے جب چاند پر قدم رکھا تو زمین پر خلائی اسٹیشن کے کنٹرولروں نے اس قدم کی آواز یہاں زمین پر سن لی،

ہزاروں سلام اور کروڑوں درود اس نبی پاک صاحب معراج پر جس نے آج سے چودہ سو سال پہلے حضرت بلال سے مخاطب ہو کر یوں فرمایا اے بلال!

شب معراج جب میں جنت میں پہنچا۔ تو

'' انی سمعت دف نعلیك'' (مشکوٰۃ ص ۱۰۸)

''تمہارے جوتوں کے چلنے کی آواز میں نے جنت میں سنی''

یعنی تم مکہ میں چل رہے تھے اور تمہارے چلنے سے جو آواز تمہارے جوتوں سے پیدا ہوتی تھی، وہ میں جنت میں سن رہا تھا۔ سبحان اللہ! کیا شان سماعت ہے ہمارا تو پہلے ہی اس حقیقت پر ایمان تھا لیکن جو منکر تھے، وہ لوگ اب تو مانیں کیوں کہ ان کا امریکہ کہہ رہا ہے کہ چاند پر چلنے کی آواز ہم نے زمین پر سنی۔ اگر یہ درست ہے۔ تو پھر کیوں درست نہیں سرور عالم ﷺ نے زمین پر چلنے کی آواز جنت میں سن لی۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

ہم نے اخبارات میں یہ بھی پڑھا کہ امریکی خلاباز جب چاند کے قریب پہنچے تو ان کے خلائی لباس میں کچھ خرابی واقع ہوگئی، چنانچہ فوراً زمین کے کنٹرولروں نے زمین پر بیٹھے بیٹھے ہی ان کا لباس درست کر دیا،

اس سے قبل ہم اگر حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی یہ کرامت بیان کرتے کہ آپ نے خود فرمایا ہے:

'' لو انکشفت عورۃ مریدی بالمشرق وانا بالمغرب لسترتھا''

(بہجۃ الاسرار ص ۹۹)

''اگر میرے مرید کا ستر مشرق میں ننگا ہو جائے، اور میں مغرب میں بھی ہوں گا تو اسے ڈھانپ دوں گا۔

تو ایسے لوگ اس کا مذاق اڑایا کرتے تھے کہ بھلا یہ بھی کہیں ہوسکتا ہے کہ غوث اعظم مغرب میں ہو کر مشرق کے مرید کو ڈھانپ دیں۔ لیجئے صاحب! اب تو مانیے۔ حضور غوث اعظم کی کرامت کا تعلق تو صرف زمین سے تھا، اور زمین ہی پر رہ کر مغرب سے مشرق تک کی رسائی کا سوال تھا، مگر امریکہ واس سے بھی کہیں زیادہ زمین پر رہ کر لاکھوں میل اور پر خلاء تک کا اپنی رسائی کا اعلان کر رہا ہے۔ تو اے کرامت غوث کا انکار کرنے والو! اگر تمہارا امریکہ زمین پر رہ کر لاکھوں میل دور اپنے خلابازوں کا لباس درست کر سکتا ہے تو اللہ کا ولی کیوں مغرب میں رہ کر مشرق کے مرید کا لباس درست نہیں کر سکتا؟

ہم نے اخبارات میں یہ بھی پڑھا کہ امریکی خلاباز جب چاند کے قریب پہنچے تو راکٹ پیچھے رہ گیا اور چاند پر اترنے کیلئے قمری گاڑی نکل آئی، پھر اس قمری گاڑی پر بیٹھ کر چاند پر اتر گیا۔

ہمارے حضور ﷺ نے چودہ سو سال پہلے فرمایا تھا کہ میں براق پر سدرۃ المنتہیٰ تک گیا، وہاں پہنچ کر براق پیچھے رہ گیا اور آگے جانے کیلئے میرے لئے ''رفرف'' حاضر ہو گیا، فصلی اللہ علیہ والہ قدر عروجہ وکمالہ''

مریخ تک:

حضرات اخبارات میں اب یہ خبریں آنے لگی ہیں کہ امریکہ مریخ میں بھی دس سال تک پہنچ جائے گا۔ اور وہ بارہ آدمی مریخ میں بھیجے گا۔ جو مہینہ بھر تک مریخ میں رہیں گے، اور ان کے جانے اور آنے میں دو سال کا عرصہ لگے گا۔

بھائیو! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر تشریف لے جانا اور ہزاروں سال وہاں قیام فرما کر پھر زمین پر واپس آجانا علماء کرام بیان کرتے تھے تو یہ لوگ اس پر بھی مذاق اڑایا کرتے تھے، کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک انسان آسمانوں پر چلا جائے۔ اور پھر واپس آجائے۔ کئی بیباک لوگ تو یوں بھی کہتے تھے۔ کہ صاحب! عیسیٰ علیہ السلام اتنا عرصہ کھاتے کیا ہوں گے، اور رفع حاجت کہاں کرتے ہوں گے وغیرہ۔

اب ایسے لوگ پہلے امریکہ سے پوچھیں کہ تمہارے وہ بارہ آدمی جو چھ کروڑ میل دور مریخ پر جائیں گے اور دو سال کے بعد واپس آئیں گے وہ اتنا عرصہ رہیں گے کہاں؟ کھائیں گے کیا؟ اور ہگیں گے کہاں؟ اگر تم کہو کہ جو انہیں بھیجے گا۔ وہ ان سب باتوں کا بھی انتظام کرے گا۔ تو اے دین کی ہر بات پر خواہ مخواہ کا اعتراض کرنے والو! وہ زبردست اور برتر و توانا ذات جس نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا۔ وہ اگر اپنے ایک پیغمبر کو آسمان پر لے جائے، تو کیا اس نے اپنے پیغمبر کیلئے کوئی انتظام نہ کیا ہوگا؟ خوب یاد رکھو! اگر تمہارے بارہ آدمی چھ کروڑ میل دور مریخ پر جاسکتے ہیں اور پھر وہاں رہ بھی سکتے ہیں اور دو سال کے بعد زندہ سلامت واپس بھی آسکتے ہیں، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی کروڑوں میل اوپر آسمان پر جاسکتے ہیں اور وہاں قیام فرما بھی سکتے ہیں اور پھر حسب ارشادِ نبوی قیامت کے نزدیک زندہ واپس بھی تشریف لا سکتے ہیں۔

روحانی طور پر:

ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو حضور ﷺ کی معراج پاک کو محض روحانی معراج اور اور آپ کا ایک خواب بیان کرتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کو روحانی طور پر اٹھایا جانا کہتا ہے۔

یہ لوگ ذرا امریکہ کے بارے میں بھی اعلان کر دیں کہ اے امریکیو! تمہارے تین خلاباز جاگتے ہوئے تو چاند پر نہیں گئے، وہ تو انہیں ایک خواب آیا تھا اور بس اور یہ جو چھ کروڑ میل دور بارہ آدمی مریخ پر اٹھائے جانے والے ہیں۔ محض روحانی طور پر اٹھائے جائیں گے ویسے رہیں گے وہ زمین پر ہی۔ بخدا ایسا اعلان یہ ہرگز نہ کریں گے، مگر کیا تماشا ہے کہ دین کے معاملہ ہی میں ان کیلئے ڈھیل ہے جو واہی تباہی چاہیں کہتے پھرتے ہیں، کوئی پوچھنے والا نہیں۔

ہاں تو بھائیو! جو لوگ آج امریکہ کے چاند پر پہنچ جانے پر بہت خوش ہیں اور اگر کوئی اسے نہ مانے تو اس پر پھبتیاں کستے ہیں ان کو سب سے پہلے یہ چاہئے کہ وہ یہ زور واقعہ معراج پر خرچ کریں اور جو معراج شریف کو نہیں جانتا۔ اس پر پھبتیاں کسیں۔ اسلئے کہ واقعہ معراج کا تعلق خدا اور اس کے رسول سے ہے، معراج کا انکار خدا کی قدرت کا انکار ہے اور خدا کی قدرت کا انکار کفر ہے، چنانچہ یہ فیصلہ شدہ بات ہے کہ حضور کے اسراء الی بیت المقدس کا انکار کفر اور سیر سماوت کا انکار بے دینی والحاد ہے، مگر امریکہ کی سیر قمر کا انکار نہ کفر ہے نہ الحاد اور نہ بے دینی۔ پھر اس پر تو زور دینا اور اپنے مسئلہ معراج کو تاویلات کی نذر کر دینا کس قدر افسوس ناک امر ہے۔

میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ ہم اس کا انکار نہیں کرتے۔ اگر امریکہ چاند پر گیا تو یہ کسی اسلامی ارشاد سے متصادم نہیں بلکہ جیسا کہ آپ سن چکے ہیں کہ اسلام کے نزدیک چاند و سورج کو انسان کیلئے مسخر کر دیا گیا ہے، اور انسان کو کائنات میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ اس لئے اسلام اس ترقی و عروج کا مخالف ہرگز نہیں، مگر اسلام ایسی ترقی کو ثانوی درجہ دیتا ہے۔ اولین درجہ مرنے کے بعد کی زندگی سنوارنے کا ہے، یعنی انسان پہلے اپنی روحانیت اور انسانیت کو بلند کرے۔ پھر اس کی تمام ترقیاں قابل قدر ہیں۔ ورنہ اگر وہ روحانی طور پر انحطاط میں ہو۔ اور انسانیت اس کی پستی میں ہو تو صرف پھر جسم کا بلند کر لینا کوئی ایسا کمال نہیں جس پر صحیح معنوں میں اور حقیقی طور پر فخر کیا جاسکے۔

انسان اور انسانیت:

خوب یاد رکھئے کہ اسلام کی یہ غرض و غایت نہیں کہ وہ ہمیں سمندروں کی تہ تک پہنچ جانے کی تراکیب بنائے یا کوہ ہمالیہ اور چاند پر چڑھ جانا سکھائے وہ تو چاند اور ساری کائنات کے خلاق تک پہنچنے کی ہدایت فرماتا ہے اور مرنے کے بعد کی زندگی کی آسائش و راحت کا انتظام فرماتا ہے اور بجائے اس کے کہ صرف انسان کو بلند کرے۔ وہ پہلے انسانیت کو بلند کرتا ہے، دو ہاتھ، دو پیر، دو کان، دو آنکھیں رکھنے والا انسان، انسان کہلاتا ہے۔ اور انسانیت نام ہے اچھے کردار اور بلند اخلاق کا دو ہاتھ، دو پیر، دو کان، دو آنکھیں ہر نیک و بد اور مسلم و غیر مسلم انسان رکھتا ہے۔ لیکن انسانیت ہر انسان میں نہیں ہوتی۔ عرفانِ حق، بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت غریبوں مسکینوں، اور بے کسوں نہتوں پر رحم مخلوق خدا سے پیار۔ تواضع وانکسار وغیرہ صفات کا نام انسانیت ہے۔ ہمارے حضور ﷺ تشریف لائے تو اس وقت انسانیت انتہائی پستیوں میں پڑی ہوئی تھی، حضور ﷺ نے انسان کی اس انسانیت کو پستیوں سے نکال کر بلندیوں پر پہنچایا اور فرمایا!

"بعثت لا تمم مکارم الاخلاق"

یعنی میں اس لئے تشریف نہیں لایا کہ صرف انسانوں کو بلند کر دوں اور اسے آسمان پر بٹھا دوں، بلکہ اس لئے تشریف لایا ہوں کہ انسان کی انسانیت بلند کر دوں اور اسے صحیح معنوں میں انسان بنا کر چاند تو کیا۔ خالق چاند تک پہنچا دوں۔

آج ہے اے پست انساں کس طرف تیرا خیال
چاند سے ہے دور کوسوں منزل اہل خیال
آج ان سائنسدانوں کو یہ سمجھائے کوئی
آج اے معراج ان کو یہ بتائے کوئی
مہر عالمتاب بن کر جگمگاتا ہے اگر!
چاند کیا ہے چاند سے بھی دور جاتا ہے اگر
حاضری دو ماہ طیبہ کے حسیں دربار میں
سر جھکا دو سرور کونین ﷺ کی سرکار میں
منزل معراج انساں کا پتہ چل جائے گا
چاند کیا ہے ان کے ملنے سے خدا مل جائے گا

بھائیو! یہ حقیقت ہے کہ قابل قدر اگر بلندی ہے تو انسانیت کی، نہ کہ صرف جسم انسان کی۔ ایک انسان اگر کوہ ہمالیہ کی بلندیوں پر بیٹھ کر زنا کرتا ہے، شراب پیتا ہے، حیوانوں کی طرح ننگا رہتا ہے یا ہوائی جہاز پر بیٹھ کر بلندیوں سے نہتوں پر بم برساتا ہے۔ مخلوق خدا کی ہلاکت کا سامان مہیا کرتا ہے، بچوں کو یتیم عورتوں کو بیوہ کرنے کیلئے کوشش کرتا ہے۔ شہروں، قصبوں کو قبرستانوں کی شکل میں بدل دینے کے جتن کرتا ہے۔ اللہ کی مخلوق کو تباہ و برباد کر کے خوش ہوتا ہے اور اسے اپنی کامیابی تصور کرتا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ ایسا برائے نام انسان اگرچہ دیکھنے میں بلند نظر آتا ہے مگر اس کی انسانیت ذلت کی انتہائی پستیوں میں گری ہوئی ہے۔ ایسا انسان اگر چاند پر بھی پہنچ جائے تو کیا فائدہ ہوگا جب کہ اس کی انسانیت پست ہے۔ ذرا ویٹ نامیوں ہی سے پوچھ لیا جائے کہ یہ دن رات ان پر بم برسا کر ان کے سکھ چین کو برباد کر دینے والے ان کے بچوں کو یتیم اور عورتوں کو بیوہ اور شہروں کو کھنڈرات میں تبدیل کر دینے والے اگر چاند پر بھی پہنچ گئے۔ تو یہ کیا کمال ہے۔ انسانیت تو مجروح ہو رہی ہے، کمال تو یہ ہے کہ انسا امن و عافیت کے چاند پر قدم رکھے خود بھی امن و عافیت سے رہے اور دوسروں کو بھی چین لینے دے۔

یہ کام اگر کر کے دکھایا ہے تو حضور سرور کائنات ﷺ نے۔ اور خوش بخت ہیں وہ لوگ جو حضور کے دامن سے وابستہ ہیں۔

"و آخر دعو نا ان الحمد للہ رب العالمین"

☆☆☆

چندے کا دھندہ

☆☆☆

(۲۷۔ مارچ ۱۹۳۴)

اگر چندے کی حاجت ہے تو کر دعوئ رسالت کا
بغیر اس ڈھنگ کے چندا مہیا ہو نہیں سکتا
سنا ہے قادیاں میں بانسری بجتی ہے گوکل کی
مگر یہ بانسری والا کنہیا ہو نہیں سکتا
یہ آساں ہے کہ بدلے جون اور بچھو بنے لیکن
کبھی بھی شہد کی مکھی تتیا ہو نہیں سکتا
مجدد الف ثانی سے غلام احمد کو کیا نسبت
ثریٰ کتنا بھی اونچا ہو ثریا ہو نہیں سکتا
اگر مکے سے بھی کرتا وہ ڈھینچوں ڈھینچوں ہو آئے
یہ ظاہر ہے خر عیسیٰ گویا ہو نہیں سکتا
برادر خواندگی کی شرط اگر ہو مرزائیت
قیامت تک بھی ہم سے یہ تو بھیا ہو نہیں سکتا
سرشت مردِ مومن کا بدلنا غیر ممکن ہے
چنبیلی کا یہ پودا بھٹ کٹیا ہو نہیں سکتا
وطن کے پوجنے والو! تعلق نوع انساں کا
سمندر ہے محبت کا تلیا ہو نہیں سکتا
جسے اسلام کی عزت پہ کٹ مرنا نہ آتا ہو
مسلمانوں کے بیڑے کا کھویا ہو نہیں سکتا

مولانا ظفر علی خاں

حضرت امام اعظم اور علم حدیث

تحقیق: علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی

امام الائمہ، سراج الامہ، امام المفسرین والمحدثین، سید الفقہاء، والمجتہدین، علم شریعت کے مدون اول، سنن نبویہ کے محافظ اول، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کو قدرت نے ازل ہی سے اوصاف حمیدہ، محاسن جمیلہ اور اخلاق کریمہ کیلئے چن رکھا تھا۔ نبوت اور صحابیت کے بعد کسی انسان میں جس قدر فضائل ومحاسن پائے جاسکتے ہیں، حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ان تمام اوصاف، کمالات اور صفات کے جامع تھے۔ حضرت امام اعظم اس لحاظ سے بھی ممتاز ہیں کہ خود سرور کائنات، فخر موجودات علیہ الصلوات والتسلیمات نے آپ کے حق میں بشارت دی ہے کہ اگر دین ثریا ستارے تک بھی پہنچ جائے تو فارس کے جوانوں سے ایک جوان وہاں سے بھی اسے حاصل کرے گا۔ (مسلم ۲/۳۱۳) شافعی مذہب کے جلیل القدر محدث حضرت امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس میں حضرت امام ابوحنیفہ کے حق میں بشارت ہے۔ (تبییض الصحیفہ ۳)

یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں امت مسلمہ کا اسی فیصد حصہ، آپ کا پیرو کار اور فقہ حنفی کا تابعدار ہے۔ آپ کے مقلدین، متبعین اور نیازمندوں میں نامور علمائے شریعت کے علاوہ مقتدر اولیائے طریقت بھی ہیں جن میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری، حضرت خواجہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت سلطان باہو، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء، حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی، حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری، امام احمد رضا خاں بریلوی اور حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسی شخصیات سرفہرست ہیں، تمام فقہاء، علماء مجتہدین، محدثین اور مفسرین میں آپ کا فیضان علم چلا آرہا ہے۔ یہ بات الگ ہے کہ بعض حضرات آپ کے خوشہ چیں ہونے کے باوجود آپ کے متعلق زبان طعن دراز کرتے رہتے ہیں۔ زیر نظر سطور میں آپ کی خداداد صلاحیتوں میں سے صرف ایک باب کے حوالے سے چند حقائق پیش خدمت ہیں۔

حضرت امام اعظم کے شیوخ حدیث:

بعض عناد پرست اس بات کا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں کہ امام صاحب اہل الرائے تھے۔ علم حدیث سے انہیں کوئی سروکار نہیں تھا۔ اپنے خیال اور گمان کی حد تک تو شاید یہ بات درست ہو لیکن علمی دنیا میں اس "افترا" کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ صرف امام صاحب کے خلاف ایک مذموم سازش ہے۔ حالانکہ امام اعظم اور علم حدیث کے تعلق پر سارا زمانہ گواہ ہے۔ مشتے از خروارے کے مصداق چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں،

☆......امام سیوطی کے بقول امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سات صحابہ کرام کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت انس، حضرت عبداللہ بن انیس، حضرت عبداللہ الزبیدی، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت معقل بن یسار، حضرت واثلہ بن اسقع، حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہم نہ صرف آپ نے صحابہ کی زیارت کا شرف پایا بلکہ ان سے احادیث مبارکہ بھی روایت کی ہیں۔ (تبییض الصحیفہ ۷، ۸ جامع المسانید ج ا ص ۲۲ تا ۲۵)

☆......حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام کے علاوہ مستند تابعین سے بھی علم حدیث حاصل کیا، اس سلسلہ میں آپ نے مختلف اسلامی ممالک کا سفر اختیار فرمایا۔ خصوصاً کوفہ، بصرہ حرمین شریفین، مصر، شام، اور یمن کے اکابر علماء وشیوخ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے۔

☆......امام ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے الخیرات الحسان میں لکھا ہے کہ امام صاحب نے چار ہزار سے زائد مشائخ سے استفادہ کیا ہے اور مزے کی بات یہ کہ امام صاحب کے اکثر مشائخ کی روایت کردہ احادیث مبارکہ صحاح ستہ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی) میں موجود ہیں۔ کیا امام صاحب کے حاسدین، صحاح ستہ کا بھی انکار کردیں گے؟ مثلاً مسانید ابی حنیفہ ہی کو لیں تو ان میں ایک سو بائیس ایسے شیوخ سے روایات موجود ہیں جو کہ صحاح ستہ کے مرکزی راویوں سے ہیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے مشہور ترین استاد امام حماد بن ابوسلیمان اشعری ہیں، آپ بھی تابعین میں سے تھے۔ علاوہ ازیں حضرت انس، حضرت سعید بن مسیب اور حضرت عکرمہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ امام صاحب نے اٹھارہ برس آپ سے درس حاصل کیا، آپ کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ امام بخاری اور دیگر مصنفین کتب صحاح نے آپ کی مرویات سے اپنی تصانیف کو زینت بخشی ہے۔ اگر امام اعظم ابوحنیفہ اس لحاظ سے درست نہیں کہ ان کے اساتذہ قابل اعتماد نہیں تو پھر صحاح ستہ کیسے قابل اعتماد، لائق استناد اور معتبر ٹھہرے گی؟ کیونکہ امام صاحب کے اساتذہ تو صحاح ستہ میں بھی موجود ہیں۔

حضرت امام اعظم کے تلامذہ:

آپ سے محدثین وفقہاء کی ایک کثیر تعداد نے روایت اخذ کی ہے۔ امام شمس الدین دمشقی شامی نے آپ سے روایت اخذ کرنے والوں کے اسماء ذکر کئے ہیں جن کی تعداد تقریباً نو سو چوبیس ہے۔

☆......امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آپ سے روایت کرنے والوں کی تعداد اس قدر ہے کہ اسے شمار نہیں کیا جاسکتا۔ (مناقب الامام ابی حنیفہ ۱۲)

☆......ان بے شمار تلامذہ اور فیض یافتہ حضرات میں سے امام مالک، امام ابویوسف، امام محمد، امام زفر، امام عبداللہ بن مبارک، امام عبدالرزاق، امام محمد بن مسروق تابعی الکوفی، امام مکی بن ابراہیم، امام وکیع بن الجراح، امام داؤد طائی وغیرہ ہم کے نام نمایاں ہیں، یہ حضرات اپنے اپنے دور میں علم و فضل اور علم حدیث کے امام مانے جاتے تھے اور کتب احادیث میں معتلبہ حصہ انہیں محدثین کا فیضان ہے۔

تعصب اور حسد کی بنا پر عظمت امام اعظم کا انکار کرنے والے ذرا غور کریں کہ جب امام اعظم کے اساتذہ، مشائخ اور تلامذہ معتبر اور مستند ہیں تو حضرت امام اعظم قابل اعتماد کیوں نہیں؟؟؟

امام اعظم کی محدثانہ شان:

مندرجہ بالا تمام گفتگو سے امام صاحب کی علم حدیث میں جلالت شان، روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے۔ تاہم مزید حقائق پیش خدمت ہیں۔

☆......حضرت امام صدر الائمہ مکی فرماتے ہیں۔ کہ امام حسن بن زیاد کا قول ہے۔

"کان ابو حنیفه یروی اربعة الاف حدیث الفین بحماد و الفین لسائر المشیخة"

امام ابوحنیفہ نے چار ہزار احادیث روایت کیا ہیں۔ دو ہزار تو صرف امام حماد سے اور دو ہزار باقی شیوخ سے (مناقب موفق ۱/۹۶)

یاد رہے جن ائمہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ انہیں اتنے لاکھ احادیث یاد تھیں وہ بعد کے راویوں کی تعداد کی وجہ سے اتنی مقدار بنتی ہے اسی طرح اگر امام صاحب کی مرویات کو تمام اسناد سے دیکھا جائے تو وہ لاکھوں کی تعداد میں ہوں گی۔

☆......مشہور محدث امام مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"طلبت مع ابی حنیفة الحدیث فغلبنا" (مناقب ابی حنیفہ للذھبی)

میں نے امام ابوحنیفہ کے ساتھ حدیث کا علم حاصل کیا لیکن وہ (زیادہ لائق نکلے اور) ہم سب پر غالب آئے۔

☆......محدث بشر بن موسیٰ اپنے استاد امام عبدالرحمٰن المقریٔ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

"کان اذاحدث عن ابی حنیفة قال حدثنا شهنشاه"

(تاریخ بغداد ۱۳/ص ۳۴۵)

آپ جب امام اعظم ابوحنیفہ سے حدیث بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہمیں شہنشاہ (حدیث کے بہت بڑے امام) نے بتایا۔ کہاں مخالفین کا امام صاحب کے خلاف پروپیگنڈہ اور کہاں امام مقری کا آپ کو علم حدیث کا شہنشاہ کہنا۔؟؟

☆......امام ابویوسف یعقوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

"کنت ربما ملت الی الحدیث و کان هوا بصر بالحدیث الصحیح منی"

میں کئی مرتبہ کسی حدیث کی طرف مائل ہوجاتا تو معلوم ہوتا کہ امام اعظم ابوحنیفہ

صحیح حدیث کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، (تاریخ بغداد ۱۳/اص ۳۴۱)

☆......امام ابن عبداللہ مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

"روی حماد بن زید عن ابی حنیفة احادیث کثیرة" (الانتقاء ۱۳۰)

حضرت حماد بن زید نے امام ابوحنیفہ سے بہت زیادہ احادیث روایت کی ہیں۔ اگر امام صاحب کے پاس صرف سولہ یا سترہ احادیث تھیں تو بہت زیادہ احادیث کیسے روایت کرلیں

☆......یہی امام فرماتے ہیں کہ

"کان یحفظ حدیثه کله و کان قد سمع

من ابی حنیفة حدیثا کثیرا"

امام وکیع بن جراح کو امام اعظم ابوحنیفہ کی تمام احادیث یاد تھیں اور انہوں نے امام اعظم ابوحنیفہ سے بہت زیادہ احادیث سنی ہیں۔ (جامع بیان العلم ۲/۱۴۹)

☆......محدث ابن عدی، امام اسد بن عمرو کے متعلق لکھتے ہیں۔

"لیس فی اصحاب الر ای بعد ابی حنیفة اکثر حدیثا منه"

(لسان المیزان ۱/۱۶)

اصحاب رائے (فقہا) میں امام ابوحنیفہ سے زیادہ حدیثین کسی فقیہہ کے پاس نہ تھیں۔

یعنی امام اسد جو کہ احادیث کثیرۃ کا حافظ ہے اس کے پاس بھی امام صاحب سے کم ہی احادیث ہیں،

۱......تدوین حدیث میں پہلے:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نے چالیس ہزار احادیث مبارکہ سے انتخاب کرکے "کتاب الآثار" تصنیف فرما اور یہ اس دور کی بات ہے جو کہ موجودہ اور مروجہ کتب حدیث میں ابھی تک کوئی کتاب معرض وجود میں نہ آئی تھی۔

یاد رہے کہ صحابہ کرام اور تابعین عظام کے کئی ایک مجموعے متفرق احادیث مبارکہ پر مشتمل تھے لیکن ان میں موجودہ کتابوں کی سی ترتیب نہ تھی، دنیا کی اولین کتاب حدیث جسے فقہی ابواب کی ترتیب پر مدون کیے جانے کا شرف حاصل ہوا وہ حضرت امام اعظم کی یہی "کتاب الآثار" ہے۔ اس کے بعد حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم ابوحنیفہ کی پیروی کرتے ہوئے "موطا امام مالک" کو ترتیب دیا، پھر تمام آئمہ کرام، فقہا محدثین عظام، تدوین حدیث کی تمام کتب میں اسی اسلوب کو اختیار کیا۔

(تبیض الصحیفة ۱۳۶ الخیرات الحسان)

۲......پوری دنیا فیض یاب ہوئی:

علم حدیث کے ایک نامور محدث حضرت امام عبداللہ بن مبارک، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے عالمگیر فیضان علم حدیث کا کھلے دل سے اظہار یوں فرماتے ہیں۔

لقد زان البلاد و من علیها

امام المسلمین ابو حنیفة

امام المسلمین حضرت امام ابوحنیفہ نے شہروں کے رہنے والوں کو زینت بخشی اور ان پر احسان کیا ہے۔

بآثار و فقه فی حدیث کآثار الرموز علیٰ الصحیفه

احادیث اور انکی سمجھ کے ساتھ، اسرار ورموز کے نشانات کی طرح جو صحیفے پر چمکتے ہیں۔ (تبیض الصحیفة ۳۵، مقدمہ عمدۃ الرعایۃ ۳۲)

۳: امام اعظم کا فیضان صحاح ستہ و دیگر کتب میں:

جمہور علمائے امت کے فیصلہ کے مطابق کتب حدیث میں اولین درجہ صحاح ستہ و دیگر یہ اولین درجہ بھی امام اعظم ابوحنیفہ کے فیض سے پایۂ تکمیل تک پہنچتا ہے دیگر کتب حدیث بھی آپ کا ہی فیضان۔ احابہ صحاح ستہ و دیگر اصحاب کتب حدیث اور ان کے اساتذہ و تلامذہ سب کے سب بالواسطہ یا بلاواسطہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے شاگرد، خوشہ چین اور فیض یافتہ ہیں اور ان مذکورہ کتب کے راویوں اور اسانید میں امام اعظم کے شاگردوں اور آپ کے فیض یافتہ لوگوں کی ایک اچھی خاصی تعداد موجود ہے۔

ائمہ جرح وتعدیل کا متفقہ فیصلہ:

حضرت امام ابوحنیفہ نہ صرف یہ کہ محدث اور حافظ الحدیث تھے بلکہ آپ کا شمار حدیث کے ائمہ میں ہوتا ہے۔

۱......حضرت امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ

"رحم الله ابا حنیفة کان اماماً"

امام ابوحنیفہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو کیونکہ وہ امام تھے۔

(الانتقاء ۳۲ جامع بیان العلم ۲/۱۶۳)

۲......امام ذھبی علیہ الرحمہ نے اپنی تصنیف میں یوں ذکر کیا ہے۔

"ابو حنيفة الامام الاعظم"

ابوحنیفہ سب سے بڑے امام ہیں۔(تذکرۃ ۱/۱۶۷)

۳......امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے علم حدیث کے ائمہ ثقات اور مشہور تابعین کے ذکر کیلئے ایک نوع مختص کی ہے،اس نوع میں امام صاحب کا ذکر بھی موجود ہے۔(معرفۃ علوم الحدیث ۲۴۵)

۴......علامہ زاہد الکوثری امام محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں

"كان ابو حنيفة من كبار حفاظ الحديث"

(تانیب الخطیب ۱۵۶)

امام ابوحنیفہ بڑے حفاظ حدیث میں سے تھے۔

۵......امام عبدالکریم شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ رجال مرجیہ میں حماد بن ابی سلیمان، امام ابو یوسف،امام محمد اور امام ابوحنیفہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"هوء لا ء كلهم ائمة الحديث"

(الملل والنحل ۱/۱۳۰)

یہ سب کے سب حدیث کے امام ہیں۔

۶......صاحب مشکوٰۃ،امام خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں،" فانه كان عالما عاملاً ورعا زاهد آعا بداً اماماً فى علوم الشريعة" (الاکمال ۶۲۵)

امام ابوحنیفہ عالم، عامل، نیک، زاہد، عبادت گزار اور علوم شریعت کے امام تھے۔

۷......فن جرح وتعدیل کے امام،حضرت امام یحییٰ بن معین سے پوچھا گیا۔

" ابو حنيفة كان يصدق فى الحديث ...... قال نعم صدوق"

(جامع بیان العلم ۱۴۹)

کیا امام ابوحنیفہ حدیث کے اعتبار سے سچے تھے؟......فرمایا ہاں بہت سچے تھے مزید فرماتے ہیں۔" كان ابو حنيفة ثقة صدوقا فى الفقه و الحديث"

(تاریخ بغداد ۱۳/۴۵۰ تہذیب التہذیب ۱۰/۴۵۰)

حضرت ابوحنیفہ ثقہ،صدوق تھے حدیث اور فقہ میں حضرت امام اعظم کی ذات ستودہ صفات میں وصف بالخصوص فن حدیث نے خوب رنگ دکھایا کہ " آن دم تـا ایـس دم" آپ کی مثل نہیں آیا۔آپ کو دین میں ایسا رسوخ،وثوق اور عروج نصیب ہوا کہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ کو یہ کہنا پڑا " الـنـاس فـى الـفـقـه عيـا ل ابى حنيفة" یعنی تمام لوگ دین کی سمجھ حاصل کرنے میں امام اعظم ابوحنیفہ کے عیال اور محتاج ہیں

(تذکرۃ الحفاظ ۱/۱۶۸ تہذیب التہذیب ۱/۴۵۰)

زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم رکن ہے

تالیف: علامہ سید محمود احمد رضوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

" والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون "

زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ اس کی فرضیت قطعی ہے، منکر کافر اور ادا نہ کرنے والا فاسق سخت گنہگار ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر بھی گناہ ہے۔

قرآن مجید میں بتیس جگہ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کی فرضیت اور ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔ زکوٰۃ ۲ ہجری میں فرض ہوئی۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال میں بظاہر کمی محسوس ہوتی ہے مگر حقیقت میں مال میں برکت ہوتی ہے۔ قرآن مجید نے تصریح کی ہے " یربی الصدقت" اور اللہ تعالیٰ سود کو ہلاک کرتا ہے اور خیرات کو بڑھاتا ہے، بعض درختوں میں کچھ شاخیں اور اجزاء فاسدہ ایسے ہوتے ہیں جو درخت کی اٹھان اور نشو ونما کو روک دیتے ہیں، ان فاسد اور نقصان دہ شاخوں کو درخت سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ اگرچہ تراشنے سے بظاہر درخت میں کمی آجاتی ہے، مگر ہر عاقل ہوشمند سمجھتا ہے کہ اس کانٹ چھانٹ سے درخت کو نشو ونما ملے گی۔ پھل اور پھول آئیں گے، یہی کیفیت زکوٰۃ کی ہے کہ اس کی ادائیگی سے مال و دولت میں برکت ہوتی ہے اور آخرت میں ذخیرہ.........قرآن مجید کی سورہ توبہ میں ہے کہ جو لوگ سونا چاندی سنبھال کر رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔ قیامت کے دن یہ سونا چاندی آتش جہنم میں تپا کر (زکوٰۃ نہ ادا کرنے والوں کی) پیشانیاں اور پیٹھیں اس سے داغی جائیں گی.........اس آیت میں (کنز) کا لفظ ہے، کنز اس مال کو کہتے ہیں جو جمع کر کے رکھا جائے خواہ سونا ہو یا چاندی حضرت ابن عمر و ابن عباس و جابر و ابو ہریرہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے وہ کنز نہیں اگرچہ زمین میں دفن ہو (عینی شرح بخاری)

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا!

۱......زکوٰۃ کا مال جس مال میں ملا ہوگا اسے برباد کردے گا۔ (بزار)

۲......خشکی اور تری میں جو مال تلف ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے ہوتا ہے (طبرانی)

۳......زکوٰۃ دینے سے اللہ تعالیٰ مال کا شر دور فرما دیتا ہے (حاکم)

۴......اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو (بزار)

۵......جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے اس پر لازم ہے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے (طبرانی)

۶......زکوٰۃ نہ دینے والے کا مال قیامت کے دن گنجے اژدھا کی شکل بن اس کے گلے کا طوق ہو جائے گا (ابن ماجہ)

۷......وہ اژدھا اس کا سارا بدن چبا ڈالے گا۔ (بزار)

۸......وہ اژدھا اپنے پھن میں اس کا منہ لے کر کہے گا میں تیرا مال ہوں، تیرا خزانہ ہوں، (بخاری)

۹......زکوٰۃ نہ ادا کرنے والے قیامت کے دن جہنم کی گرم آگ، پتھر، تھوہر اور سخت کڑوی بدبودار جلتی ہوئی گھاس چوپایوں کی طرح چرتے ہوں گے۔ (بزار)

۱۰......زیور کی زکوٰۃ نہ دینے سے وہ زیور قیامت کے دن آگ کے کنگن بن جائیں (ترمذی)

۱۱......امیر المومنین امام اول خلیفہ بلا فصل سیدنا صدیق اکبر نے زکوٰۃ کی فرضیت کے منکر افراد سے جہاد کا حکم دیا تھا (بخاری)

ایک مسلمان کیلئے زکوٰۃ کی اہمیت کو جاننے کیلئے حضور کی مذکورہ بالا احادیث

(جن کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے) کافی ہیں اللہ مجھے اور آپ کو توفیق عمل کی نعمت سے نوازے۔(آمین)

زکوٰۃ کے چند اہم ضروری مسائل

مندرجہ ذیل اشیاء پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے، اگر وہ لاکھوں کی مالیت کے ہوں۔

۱...... حاجت اصلیہ کی اشیاء جیسے پہننے اوڑھنے بچھانے کے مختلف قسم کے ملبوسات، کپڑے، قالین دری وغیرہ، گھر کا فرنیچر گھریلو سامان کی اشیاء مثلاً فریج، سلائی مشین، ایر کنڈیشنڈ، کولر وغیرہ غرضیکہ خانہ داری کا ہر قسم کا سامان، سواری کے جانور، سائیکل، موٹر سائیکل کار وغیرہ آلات حرب بندوق پستول، تلوار وغیرہ لوہار، ترکھان غرضیکہ ہر پیشہ ور اور کاریگر کے ہر قسم کے اوزار آلات جیسے حکیم ڈاکٹر کیلئے طبی کتب، ایکسرے مشین جراحی کے ہر قسم کے اوزار اور وہ تمام آلات جو ڈاکٹر و حکیم کو اپنے کام کو انجام دینے کیلئے ضروری ہیں۔ کارخانہ خواہ کسی قسم کا ہو کے اوزار مشینری خراد بھٹی وغیرہ جس سے اشیاء بنائی جاتی ہیں، جیسے خراد سے خراد ایک مشین سے دوسری مشین بنائی جاتی ہے، اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

۲...... مکانات، زمین، جائیداد، موتی ہیرے، جواہرات، قیمتی پتھر زمرد، یاقوت، پکھراج، وغیرہ بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ جب ان اشیاء مذکورہ بالا میں تجارت کی نیت نہ ہو۔

☆...... کارخانہ کی مشینری وغیرہ آلات پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ مگر مشینری سے جو مشینری یا آلات وغیرہ تجارت کیلئے بنائے جاتے ہیں اور وہ کام مال جو کارخانہ میں موجود ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔

☆...... اسی طرح زمین اور مکان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ مگر زمین یا مکان سے بطور کرایہ جو رقم حاصل ہو، اگر نصاب کو پہنچ جائے تو سال کے بعد زکوٰۃ واجب ہے، اسی طرح ہیرے جواہرات پر جو ذاتی طور پر رکھے ہیں زکوٰۃ نہیں ہے۔ لیکن اگر تجارت کیلئے ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔

☆...... اسی طرح زرعی زمین خواہ کتنی ہی مالیت کی ہو پر زکوٰۃ نہیں ہے، مگر زمین کی پیداوار پر عشر یا نصف عشر واجب ہے۔ غرضیکہ خواہ کسی بھی قسم کی ہو۔ اور تجارت کی گرض سے ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔

☆...... کرایہ پر جو آلات دیئے جاتے ہیں ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

☆...... مگر کرایہ کی آمدنی کی رقم نصاب کو پہنچ جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔

☆...... موٹر لاریاں، ٹرک وغیرہ جو تجارت کی نیت سے نہیں ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے، لیکن موٹر لاری ٹرک وغیرہ سے جو آمدنی ہو رہی ہے اگر وہ نصاب کو پہنچ جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ سونا چاندی خواہ یونہی رکھا ہو یا تجارت ہو بہر صورت اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔

☆...... سونے چاندی کے زیورات، سونے چاندی کے برتن سونے چاندی سے بنی ہوئی ہر قسم کی اشیاء خواہ تجارت کیلئے ہوں یا یونہی رکھ چھوڑے ہوں ان پر سال گزرنے کے بعد بہر حال زکوٰۃ واجب ہے۔

☆...... نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں اور جنون اگر پورے سال کو گھیر لے تو زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر سال کے اول آخر میں افاقہ ہوتا ہے اور باقی زمانہ جنون میں گزرتا ہے تو واجب ہے (عالمگیری ردالمختار) نصاب کا مالک ہے، مگر اس پر قرض ہے کہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتی تو زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ قرضہ جس کے ملنے کی امید ہے اس کی زکوٰۃ بھی واجب ہے۔ جس کو زکوٰۃ دیں اسے اس مال زکوٰۃ کا مالک بنا دینا ضروری ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ زکوٰۃ کا مال کفن دفن مسجد کی تعمیر رفاع عام کے کاموں سرائے، کنواں۔ سبیل وغیرہ پر صرف نہیں کر سکتے۔

☆...... زکوٰۃ دیتے وقت نیت زکوٰۃ شرط ہے۔

☆...... اگر بغیر نیت خیرات کرتا رہا تو وہ رقم زکوٰۃ میں شمار نہ ہو گی۔

☆...... زکوٰۃ کی رقم بطور قرض نہیں دے سکتا۔

☆...... جو مستورات سونے چاندی کے زیورات یا مالی تجارت یا نقد رقم کی مالک ہیں، اگر چہ بیوہ ہوں اگر وہ زیورات اور نقدی مال تجارت نصاب کو پہنچ جائے تو ان پر بھی زکوٰۃ فرض ہے، شوہر پر لازم نہیں ہے کہ وہ بیوی کے مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔

☆...... واضح ہو کہ شریعت نے ساڑھے سات تولہ سونا اور ساڑھے باون تولہ چاندی نصاب مقرر کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کے پاس ساڑھے سات تولے سونا اور ساڑھے باون تولہ چاندی ہو اس پر سال کے بعد چالیسواں حصہ زکوٰۃ دینی واجب ہے اگر سونا چاندی نہیں ہے نقد رقم ہے یا مال تجارت ہے تو اگر نقد رقم یا مال تجارت ساڑھے سات تولے سونا اور ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کا ہے تو زکوٰۃ فرض ہے۔

☆...... کسی کے پاس سونا ہے اور چاندی بھی مگر دونوں میں سے کوئی بقدر

نصاب نہیں تو سونے کی قیمت چاندی یا چاندی کی قیمت کا سونا فرض کر کے ملائیں اگر ملانے اور قیمت لگانے پر بھی نصاب نہیں ہوتی تو کچھ نہیں ورنہ زکوٰۃ ادا کریں اور سونے کی قیمت کی چاندی یا چاندی کی قیمت کا سونا فرض کرتے وقت واجب ہے کہ وہ کریں جس میں نصاب پوری ہو اور فقیروں کو زیادہ نفع (درمختار المختار)۔

☆......اگر کسی کے پاس سونا چاندی بقدر نصاب ہے تو اسی سونے چاندی کا چالیسواں بھی دے سکتا ہے یا چالیسواں حصہ کی جو قیمت موجودہ بازار کے بھاؤ سے بنے وہ دے دے یا چالیسواں حصہ کی قیمت کا کپڑا یا کوئی اور چیز دینا چاہے تو وہ بھی دے سکتا ہے۔

☆...... مالک نصاب سال پورا ہونے سے پیشتر بھی زکوٰۃ ادا کر سکتا ہے۔

☆......اسی طرح بنیت زکوٰۃ تھوڑا تھوڑا زکوٰۃ کی مد سے دیتا رہا۔ یہ بھی جائز ہے سال پورا ہونے پر حساب کرے۔

☆......حضور علیہ السلام نے فرمایا!

اے امت محمد ﷺ مجھے اس کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کے صدقہ کو قبول نہیں فرماتا جس کے رشتہ دار اس کے سلوک کے محتاج ہوں اور یہ غیروں کو دے، قسم ہے اس کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہ فرمائے گا، اس سے واضح ہوا کہ زکوٰۃ و خیرات وغیرہ میں افضل یہ ہے۔ کہ اولاً اپنے عزیز و اقرباء کو دی جائے۔ صدقات نافلہ..................تو اپنے ہر عزیز اور رشتہ دار کو دے سکتے ہیں۔.................البتہ زکوٰۃ و فطرانہ و صدقات واجبہ اپنے اصول و فروع ماں، باپ، دادی، دادا، نانی، نانا، وغیرہ ہم جن کی اولاد میں یہ خود ہے اور اپنی اولاد بیٹی، بیٹا، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی وغیرہ کو نہیں دے سکتے، نیز زکوٰۃ فطرہ و صدقات واجبہ کی رقوم حسب ذیل رشتہ داروں کو دی جا سکتی ہے۔ (جبکہ وہ محتاج ہوں صاحب نصاب نہ ہوں) بلکہ ان رشتہ داروں کو دینا افضل و بہتر ہے۔ وہ رشتہ دار یہ ہیں۔ بھائی، بہن۔ مال زکوٰۃ و صدقات واجبہ نہیں دے سکتے نہ غیر انہیں لے سکتے ہیں نہ ایک ہاشم دوسرے ہاشم کو دے سکتا ہے۔ ان کی اولاد، چچا پھوپھیاں کی اولاد ماموں خالہ ان کی اولاد وغیرہ.................. بنی ہاشم کو بنی ہاشم سے حضرت علی و جعفر و عقیل اور حضرت عباس و حارث بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہم) کی اولادیں مراد ہیں،

چاندی کا نصاب: حضور ﷺ نے فرمایا کہ پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ نہیں (بخاری) ایک اوقیہ کا وزن بحساب درہم چالیس درہم ہوئے تو چاندی کا نصاب بحساب درہم دو سو درہم ہوئے یعنی جس کے پاس دو سو درہم ہوں تو وہ ان میں پانچ درہم زکوٰۃ ادا کرے اور اگر ایک سو نوے ہوں تو کچھ نہیں۔ ایک اوقیہ ساڑھے دس تولہ کا ہوتا تو پانچ اوقیہ کا وزن ساڑھے باون تولہ ہوا، تو جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی ہو تو سال کے گزر جانے کے بعد اس کا چالیسواں حصہ دینا ہوگا۔

سونے کا نصاب: سونا کا نصاب بیس مثقال ہے یعنی ساڑھے سات تولہ سونے چاندی کی زکوٰۃ میں وزن کا اعتبار ہے قیمت کا نہیں ۔مثلاً! ساڑھے سات تولہ سونا ہے تو اس کا چالیسواں حصہ سال گزر جانے کے بعد دینا واجب ہے،

☆......زکوٰۃ میں سونے چاندی کے علاوہ دیگر اجناس و اسباب کا دینا جائز ہے، مثلاً کسی کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا ہے تو سال گزر جانے کے بعد اس پر اس سونے کا چالیسواں حصہ دینا واجب ہے تو دینے والے کو یہ بھی جائز ہے کہ اسی سونے کا چالیسواں حصہ دے دے یا چالیسواں حصہ کی جو قمت بنتی ہے وہ دے دے یا اس قیمت کے کپڑے یا کوئی چیز دیدے۔

جانوروں کی زکوٰۃ کے احکام: واضح ہو کہ سائمہ وہ جانور ہے۔ جو سال کے اکثر حصہ میں چر کر گزر کرتا ہو اور اس سے مقصود صرف دودھ یا صرف بچے لینا یا فربہ کرنا ہے۔ اگر چارہ وغیرہ گھر میں کھلاتے ہوں یا مقصود بوجھ لادنا یا ہل وغیرہ کسی کام میں لانا یا سواری لینا ہے۔ تو اگرچہ چر کر گزر کرتا ہو وہ سائمہ نہیں اور اس کی زکوٰۃ واجب نہیں، یونہی اگر گوشت کھانے کیلئے جانور پالا ہے تو بھی سائمہ نہیں اگرچہ جنگل میں چرتا ہو۔

☆......زکوٰۃ صرف بھیڑ دنبہ، گائے بھینس اور اونٹوں میں جبکہ وہ سائمہ ہوں واجب ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ کسی جانور میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

☆......اور جو کہ تجارت کے ہیں، اگر وہ سال کے اکثر حصہ میں چر کر گزر کرتا ہے ہو سائمہ نہیں ہے اس کی قیمت لگا کر زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

☆......زکوٰۃ میں جو بکری دی جائے وہ سال بھر سے کم کی نہ ہو بکری دیں یا بکرا اس کا اختیار ہے،

☆......بھینس گائے کے حکم میں ہے اگر گائے بھینس دونوں ہوں تو زکوٰۃ میں

ملادی جائیں گی، بیس گائے ہوں اور دس بھینسیں تو کل ۳۰ ہو گئیں۔ زکوٰۃ واجب ہے گائے بھینس کی زکوٰۃ میں اختیار ہے کہ نر لیا جائے یا مادہ وہ اسی طرح بھیڑ و دنبہ بکری میں داخل ہے، ایک سے نصاب پورا نہ ہوتا ہو تو وہ سرے کو ملا کر کریں۔ مثلاً کسی کے پاس دس بکریاں ۲۰ بھیڑیں اور ۱۰ دنبے تو ان سب کو ملا دیا جائے گا کل ۴۰ ہو جائیں گی، زکوٰۃ واجب ہوگی۔

☆......زکوٰۃ میں متوسط درجہ کا جانور وصول کیا جائے گا، زکوٰۃ وصول کرنے والے کو یہ جائز نہیں ہے کہ وہ عمدہ عمدہ مال چن کر زکوٰۃ میں وصول کرے ہاں اگر تمام جانور ہی عمدہ ہوں تو وہی لیا جائے گا۔

اونٹ کی زکوٰۃ کا بیان:

پانچ اونٹ سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور جب پانچ یا پانچ سے زیادہ ہوں مگر پچیس سے کم ہوں تو ہر پانچ میں ایک بکری واجب ہے۔ یعنی پانچ ہوں تو ایک بکری دس ہوں تو دو بکری وعلیٰ ہذا القیاس.......... جب ۲۵ اونٹ ہوں تو ایک بنت مخاض یعنی اونٹ کا بچہ مادہ جو دوسرے برس میں ہو ۳۵ تک یہی حکم ہے۔ پھر ۳۶ سے ۴۵ تک میں ایک بنت لبون یعنی اونٹ کا مادہ بچہ جو دو سال کا ہو چکا ہو اور تیسرے برس میں ہو۔ ۴۶ سے ۶۰ تک میں حقہ یعنی اونٹنی جو تین برس کی ہو چکی ہو حقے میں ۶۱ سے ۷۵ تک ہیں۔ جذعہ یعنی چار سال کی اونٹنی جو پانچویں میں ہو ۷۶ سے ۹۰ تک میں دو بنت لبون ۹۱ سے ۱۲۰ تک میں دو حقہ ایک بکری اور ۱۳۰ میں دو حقہ ۲ بکریاں وعلیٰ ہذا القیاس۔ پھر ۱۵۰ میں تین حقہ اگر اس سے زیادہ ہوں تو ان میں ویسا ہی کریں جیسا شروع میں کیا تھا۔ یعنی ہر پانچ میں ایک بکری اور ۲۵ میں بنت مخاض۔ ۳۶ میں بنت لبون، ایک سو چھیاسی بلکہ ۱۹۵ تک کا حکم ہو گیا، یعنی اتنے میں تین حقے اور ایک بنت لبون پھر ۱۹۶ سے ۲۰۰ تک چار حقہ۔ اور یہ بھی اختیار ہے کہ پانچ بنت لبون دے دیں پھر ۲۰۰ کے بعد وہی طریقہ برتیں جو ۱۵۰ کے بعد ہے یعنی ہر پانچ میں ایک بکر ۲۵ میں بنت مخاض ۳۶ میں بنت لبون۔ پھر ۴۶ سے ۲۵۰ تک پانچ حقہ۔

نوٹ: اونٹ کی زکوٰۃ میں جس موقع پر ایک یا دو تین یا چار سال کا اونٹ کا بچہ دیا جاتا ہے تو ضروری ہے کہ وہ مادہ ہو، نر دیں تو مادہ کی قیمت کا ہو ورنہ نہیں لیا جائے گا۔

بکریوں کی زکوٰۃ کا بیان:

چالیس سے کم بکریاں ہوں تو زکوٰۃ واجب نہیں اور چالیس ہوں ایک بکری۔ یہ ہی حکم ہے ۱۲۰ تک ہے۔ یعنی ان میں بھی وہی ایک بکری ہے اور ۱۲۱ میں دو اور ۲۰۱ میں ۳ اور ۴۰۰ میں چار پھر ہر سو پر ایک۔ اور جو دو نصابوں کے درمیان ہے معاف ہے۔

زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ کے احکام:

قرآن مجید میں فرمایا:

"واتو حقه یو م حصاده" (انعام)

واضح ہو کہ اگر زمین بارش یا چشمے وغیرہ کے پانی سے سیراب ہوتی ہو یعنی اس زمین کو پانی خرید کر جانور پر لاد کر یا ٹیوب ویل یا کنویں سے پانی نکال کر سیراب نہ کیا جاتا ہو تو ایسی زمین کل پیداوار کا دسواں حصہ (زکوٰۃ) ادا کرنی لازم ہے اور اگر زمین کو پانی خرید کر یا کنویں سے ٹیوب ویل سے سیراب کیا جاتا ہے تو ایسی زمین کی کل پیداوار کا بیسواں حصہ زکوٰۃ ادا کرنی واجب ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی یہ ہی تحقیق ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا

" فیما سقت الانهار و نعیم العشر و فیما سقی بالسانیه نصف العشر" (مسلم شریف)

جس زمین کو نہریں یا بادل سیراب کریں اس میں عشر ہے اور جو زمین رہٹ وغیرہ کے ذریعہ پانی نکال کر سیراب کی جائے اس میں نصف عشر ہے۔

☆......عشر واجب ہونے کیلئے عاقل بالغ ہونا شرط نہیں ہے۔ مجنون اور نابالغ کی زمین میں جو کچھ پیدا ہوا اس میں بھی عشر واجب ہے۔

☆......عشر میں سال گزرنا بھی ضروری نہیں ہے، بلکہ سال میں چند بار ایک کھیت میں زراعت ہوئی تو ہر بار عشر واجب ہے۔

☆......اس میں نصاب بھی شرط نہیں۔ اگر بالفرض ایک سیر بھی پیداوار ہو تو بھی عشر واجب ہے۔

☆......جس چیز میں عشر یا نصف عشر واجب ہو اس میں کل پیداوار کا عشر یا نصف عشر لیا جائے گا، یہ نہیں ہوسکتا کہ مصارف زراعت، ہل، بیل، اور مزدوروں کی مزدوری یا حکومت وقت کے ٹیکس، محصول، مالگذاری کی رقوم یا بیج وغیرہ کی قیمت نکال کر عشر یا نصف عشر دیا جائے،

☆......عشر اس وقت لیا جائے گا جب پھل نکل آئیں اور کام کے قابل ہو جائیں اور ان کے برباد ہونے کا اندیشہ جاتا رہے اگر چہ ابھی توڑنے کے

لائق نہ ہوں۔

☆......کھیت میں بویا مگر پیداوار ماری گئی یا سیلاب یا کسی آفت کی وجہ سے برباد ہوگئی تو عشر وخراج دونوں ساقط ہیں جبکہ پیداوار برباد ہوگئی، اور اگر کچھ باقی ہے تو اس باقی کا عشر لیا جائے گا اور اس میں یہ بھی شرط ہے کہ توڑنے یا کاٹنے سے پہلے ہلاک ہو تو اگر کھیتی کاٹنے کے بعد یا پھل توڑنے کے بعد کھیتی یا پھل وغیرہ ضائع ہوگئے تو عشر یا نصف عشر ساقط نہ ہوگا،

☆......گیہوں، جوار۔ دھان کی ہر قسم کے غلے اور السی، کسم، اخروٹ، بادام اور ہر قسم کے میوے روئی پھل گنا، خربوزہ، تربوز، بینگن، ککڑی اور ہر قسم کی ترکاری سب میں عشر واجب ہے۔ تھوڑا پیدا ہو یا زیادہ۔

☆......عشری زمین میں شہد پیدا ہو تو اس کا بھی عشر واجب ہے۔

کان اور دفینہ میں خمس لیا جائے گا:

رکاز کا اطلاق زمین میں دفن شدہ پر آتا ہے خواہ وہ چیز کسی نے زمین میں دفن کی ہو جیسے لوگ چاندی سونے کو دفن کردیتے ہیں یا وہ چیز زمین میں پیدا ہوتی ہو جیسے لوہا، پیتل، تانبا، سونا، چاندی کی کان۔ احناف کا مسلک یہ ہے کہ کان سے لوہا سیسہ سونا وغیرہ نکلے تو اس میں خمس ہے۔ یعنی بادشاہ اسلام پانچواں حصہ وصول کرے گا اور باقی پانے والے کا ہے خواہ وہ پانے والا آزاد ہو یا غلام مسلمان ہو یا ذمی مرد ہو یا عورت بالغ ہو نابالغ اور وہ زمین جس میں سے یہ چیزیں نکالی گئیں ہیں عشری ہوں یا خراجی یہ اس صورت میں ہے جبکہ زمین کسی کی مملوک نہ ہو مثلاً جنگل ہو یا پہاڑ اور اگر زمین کی ملک ہے۔ تو کل مالک زمین کو دیا جائے اور مساکین بھی نہیں لیا جائے گا۔

☆......خمس مساکین کا حق ہے یعنی بادشاہ اسلام خمس وصول کرے گا اور مساکین پر خرچ کرے گا اور اگر دفینہ پانے والے نے خمس نکال کر بطور خود مساکین پر خرچ کردیا تو بھی جائز ہے۔ بادشاہ اسلام کو خبر پہنچے تو اسے برقرار رکھے اور اس کے تصرف کو نافذ کردے اور اگر دفینہ پانے والا خود مسکین ہے تو بقدر حاجت اپنے صرف میں لاسکتا ہے اور اگر خمس نکالنے کے بعد باقی دوسو درہم کی قدر ہے تو خمس دفینہ پانے والا اپنے صرف میں نہیں لاسکتا کیونکہ اب وہ خود مسکین نہیں بلکہ مالک نصاب (غنی) ہے ہاں اگر مدیون ہو کہ قرض نکالنے کے بعد دوسو درہم کی قدر باقی رہتا تو ایسی صورت میں خمس اپنے صرف میں لاسکتا ہے۔

☆......اگر ماں باپ یا اولاد جو مسکین ہیں ان کو خمس دیدے تو یہ بھی جائز ہے۔

☆......مکان یا دکان میں کان نکلی تو خمس نہیں لیا جائے گا بلکہ کل مالک کو دیا جائے گا۔

☆......جس دفینہ میں اسلامی نشان پایا جائے خواہ نقد ہو یا خانہ داری کے سامان وغیرہ تو وہ پڑے مال کی طرح ہے یعنی اس کا اعلان اتنے دنوں تک کرکے کہ ظن غالب ہو جائے کہ اب اس کا تلاش کرنے والا نہ ملے گا۔ پھر مساکین کو دیدے یا خود فقیر ہو تو اپنے صرف میں بھی لاسکتا ہے اور اگر اس میں کفر کی علامت ہو مثلاً بت کی تصویر ہو یا کافر بادشاہ کا نام لکھا ہو تو اس میں سے خمس لیا جائے گا۔ باقی پانے والے کو دیا جائے گا۔

☆......اگر دفینہ کے سکہ پر کفر یا اسلام کی علامت نہیں ہے تو زمانہ کفر کا اقرار دیکر اس سے خمس لیا جائے گا۔

مصارف زکوٰۃ: مندرجہ ذیل اشخاص زکوٰۃ کے مستحق ہیں ان پر زکوٰۃ کا مال صرف کیا جائے۔

☆......**فقیر**: یہ وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر نہ اتنا کہ نصاب کو پہنچ جائے یعنی وہ شخص مالک نصاب نہ ہو۔

☆......**مسکین**: یہ وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کیلئے لوگوں سے سوال کا محتاج ہو۔

☆......**ابن السبیل**: مسافر جس کے پاس راہ سفر میں کچھ نہ رہا۔ اگرچہ گھر میں موجود ہے، وہ بقدر ضرورت مال زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

☆......**فی سبیل اللہ**: یعنی راہ خدا میں صرف کرنا اس کی چند صورتیں ہیں مثلاً کوئی شخص حج کو جانا چاہتا ہے اور اس کے پاس مال نہیں تو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں، مگر اس کو حج کیلئے سوال کرنا جائز نہیں یا طالب علم کہ علم دین پڑھتا ہے، پڑھنا چاہتا ہے اسے بھی دے سکتے ہیں کہ یہ بھی راہ خدا میں دینا ہے۔ اس طرح مدارس دینیہ بھی زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہیں۔ ہر نیک بات میں زکوٰۃ صرف کرنا فی سبیل اللہ ہے جب کہ بطور تملیک ہو کر بغیر تملیک زکوٰۃ ادا نہیں ہوسکتی۔ (درمختار)

☆......**ضروری مسئلہ**: بدمذہب بے دین فرقوں کے مدارس اور اشخاص کو زکوٰۃ دینے سے ادا نہ ہوگی بلکہ انہیں دینا گناہ بھی ہے۔ اہلسنت والجماعت کو سنی حنفی صحیح العقیدہ سنی مدارس کو یا مستحق زکوٰۃ مسلمان ہی کو زکوٰۃ دینی چاہئے

☆☆☆☆☆☆

مرزا غلام احمد قادیانی کی انگریز دوستی

عبدالحکیم خان اختر شاہجہانپوری

دور حاضر کا مسیلمہ، امت کے تیس دجالوں میں سے ایک دجال، مرزا غلام احمد قادیانی بھی ہے۔ موصوف نے مجدد اور مصلح کے دعاوی سے سلسلہ شروع کیا۔ دعویٰ نبوت کرنا تو عام مشہور ہے لیکن اس خوف خدا اور خطرہ روز جزا کو فراموش کر دینے والے اس شخص نے اپنے متعلق خدا ہونے تک کے متعدد دعاوی کیئے ہوئے ہیں۔ موت سے پیشتر اپنے کئی مخالفوں کو چیلنج کیا تھا کہ فریقین سے جو بھی جھوٹا اور کذاب ہے اسے خدائے بزرگ و برتر دوسرے کی زندگی میں ہیضہ یا طاعون وغیرہ متعدی مرض کے ساتھ ذلیل کر کے مارے۔ مخالفین تو سارے ہی زندہ رہے لیکن ان کی زندگی میں مرزا صاحب ہی بعارضہ ہیضہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل ساڑھے دس بجے دن کے راہی ملک عدم ہو گئے اور اپنے جھوٹا ہونے کا سب کے سامنے بین ثبوت پیش کر گئے۔ برٹش گورنمنٹ کے آلہ کاروں میں مرزا غلام احمد قادیانی کا مدمقابل سرزمین پاک و ہند میں تو کوئی نہیں ہوا۔ مرزا غلام احمد کو یہ صفت ورثہ میں ملی تھی۔ چنانچہ اپنے والد کے بارے میں خود یوں تصریح کی ہے:

''میرے والد کی سوانح میں سے وہ خدمات کسی طرح الگ نہیں ہو سکتیں جو وہ خلوص دل سے اس گورنمنٹ کی خیر خواہی میں بجالائے۔ انھوں نے اپنی حیثیت اور مقدرت کے موافق ہمیشہ گورنمنٹ کی خدمت گزاری میں اس کی مختلف حالتوں اور ضرورتوں کے وقت وہ صدق اور وفاداری دکھائی کہ جب تک انسان سچے دل اور تہہ دل سے کسی کا خیر خواہ نہ ہو ہر گز دکھلا نہیں سکتا۔'' (غلام احمد قادیانی، مرزا: شہادت قرآن ص ۸۴)

اپنے والد کے بارے میں دوسری کتاب کے اندر یوں لکھا ہے:

''والد صاحب مرحوم اس ملک کے ممتاز زمینداروں میں شمار کیئے جاتے تھے۔ گورنری دربار میں ان کو کرسی ملتی تھی اور گورنمنٹ برطانیہ کے سچے شکر گزار اور خیر خواہ تھے۔ (غلام احمد قادیانی، مرزا: ازالہ اوہام، ص ۵۰)

ان کے کارناموں پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے فخریہ انداز میں ایک جگہ یوں رقمطراز ہیں:

''سن ستاون (یعنی ۱۸۵۷ء) کے مفسدہ میں جبکہ بے تمیز لوگوں نے اپنی محسن گورنمنٹ کا مقابلہ کر کے ملک میں شور ڈال دیا، تب میرے والد بزرگوار نے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور پچاس سوار پہنچا کر گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کیئے اور پھر ایک دفعہ سو سوار سے خدمت گزاری کی اور انھیں مخلصانہ خدمات کی وجہ سے وہ اس گورنمنٹ میں ہر دلعزیز ہو گئے۔ چنانچہ جناب گورنر جنرل کے دربار میں عزت کے ساتھ ان کو کرسی ملتی تھی اور ہر ایک درجہ کے حکام انگریزی بڑی عزت اور دلجوئی سے پیش آتے تھے'' (غلام احمد قادیانی مرزا: شہادت قرآن، ص ۸۴)

اپنے بڑے بھائی، مرزا غلام قادر کی انگریز دوستی کے بارے میں موصوف نے یوں تصریح کی ہے:

''اس عاجز کا بڑا بھائی، مرزا غلام قادر، جس قدر مدت تک زندہ رہا، اس نے بھی اپنے والد مرحوم کے قدم پرقدم مارا اور گورنمنٹ کی مخلصانہ خدمت میں بہ دل و جان مصروف رہا''۔
(غلام احمد قادیانی مرزا: شہادت قرآن، ص۸۴)

خود مرزا غلام احمد قادیانی (المتوفی ۱۹۰۸) جہاد کے سخت خلاف اور برٹش گورنمنٹ کے نمبر ایک آلہ کار تھے۔ اس امر کا اعتراف موصوف نے اپنے لفظوں میں یوں کیا ہے۔

''میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو تقریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں، اپنی زبان اور قلم سے اہم کام میں مصروف ہوں تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال، جہاد وغیرہ سے دور کردوں جو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں''
(غلام احمد قادیانی مرزا: تبلیغ رسالت جلد ۷، ص۱۰)

دوسری جگہ انگریزوں کی حمایت اور جہاد کی مخالفت کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں:

''میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت (برٹش گورنمنٹ) کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی (امام مہدی علیہ السلام) اور مسیح خونی (حضرت عیسٰی علیہ السلام) کی بے اصل روایتیں (جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں) اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل (جو حکم خدا اور عمل و ارشاد مصطفیٰ ﷺ ہے) جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔'' (غلام احمد قادیانی مرزا: تریاق القلوب، ص۲۵)

موصوف نے انگریزی حکومت کے استحکام کی خاطر اس کی حمایت میں جہاد کے خلاف بے شمار کتابیں لکھیں اور اشتہار شائع کرائے اور اپنے اس اسلام دشمنی کے کارنامے پر آپ یوں فخر کیا کرتے ہیں:

''میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔'' (غلام احمد قادیانی مرزا: تریاق القلوب، ص۲۵)

شاید پنجاب کے مشہور شاعر ظفر علی خان نے یہ شعر اسی لیے کہا تھا:

طوق استعمار مغرب خود کیا زیب گلو
اور گواہ اس پر ہیں مرزا کی پچاس الماریاں

انگریزی حکومت کی اطاعت وفرماں برداری کی ترغیب دینے اور مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو برٹش گورنمنٹ کے مفاد کی خاطر ٹھنڈا کرنے کی غرض سے مرزا غلام احمد قادیانی نے تحریری طور پر جو کچھ کیا، اس کی تفصیل یوں بیان کی ہے:

''مجھ سے سرکار انگریز کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک میں اور نیز دوسرے بلاد اسلام میں اس مضمون کے شائع کیے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے، لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں اور یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں، مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے مختلف شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا''۔ (غلام احمد قادیانی مرزا: ستارۂ قیصرہ، ص۷)

جس طرح اپنے دور میں جعفر بنگال اور صادق دکن ممتاز تھے اور اپنے سیاہ کارناموں کو سرمایہ افتخار سمجھا کرتے تھے اس طرح اپنے پیش رو حضرات سے مرزا ملت فروشی یا دین فروشی میں کم تھوڑے ہی رہ گئے تھے جو یہ فخر نہ کرتے بلکہ

معلوم تو یوں ہوتا ہے کہ موصوف اپنے میدان کے سارے کھلاڑیوں کو مات دے کر، سب سے ممتاز ہو گئے تھے۔ اسی اسلام دشمنی اور ملت فروشی کے باعث انھیں خود احساس تھا کہ کسی بھی اسلامی ملک میں، کوئی مسلمان حکمران، ان کے وجود کو برداشت نہ کر سکے گا اور برٹش گورنمنٹ کے ماتحت اور اس کی سرپرستی میں جو یہ عظیم فتنہ پرورش پا رہا ہے، اسلامی حکومت اسے جڑ سے اکھاڑے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اس حقیقت کا خود مرزا صاحب نے علی الاعلان اور بغیر کسی ہیر پھیر کے یوں اعتراف کیا ہے:

''خدا تعالیٰ نے اپنے فضل خاص سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہم کو حاصل ہے، نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے اور نہ مدینہ منورہ میں اور نہ سلطنت روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں''۔ (غلام احمد قادیانی مرزا: تریاق القلوب ص ۲۶)

دوسری جگہ موصوف نے اور وضاحت سے اسی امر کا واشگاف اعتراف یوں کیا ہے:

''اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے، مگر میں خیال کرتا ہوں مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے، کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصر ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں، ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے، اگرچہ وہ اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی''۔

(غلام احمد قادیانی: تحفہ قیصریہ ص ۲۷)

مرزا صاحب اس امر کے بھی معترف ہیں کہ انھیں ملکہ وکٹوریہ کے حکم سے نبی بنایا گیا تھا۔ نبی بنانے والے گورنر جنرل یا وائسرائے کا نام چونکہ انھوں نے تحریر نہیں کیا، لہٰذا اس کے ذکر کو چھوڑ کر ملکہ برطانیہ کے متعلق بیان ملاحظہ ہو:

''اے بابرکت قیصرۂ ہند! تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں۔ خدا کی رحمت کا سایہ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے''۔ (غلام احمد قادیانی مرزا، ستارۂ قیصرہ ص ۱۵)

مرزا غلام احمد قادیانی کو ملکہ وکٹوریہ کے جس ماتحت حاکم نے نبی بنایا تھا۔ اس سے اس کا مقصود کیا تھا اور مرزا صاحب کو کس ڈیوٹی پر معمور کیا گیا تھا؟ موصوف نے اس سوال کا جواب خود یوں دیا ہے:

''اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق، جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت تھا، آسمان سے مجھے بھیجا، تا کہ میں اس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت اللحم میں پیدا ہوا اور ناصرہ میں پرورش پائی، حضور ملکہ معظمہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول رہوں''۔ (غلام احمد قادیانی مرزا، ستارۂ قیصرہ ص ۱۵)

موصوف کو اعتراف تھا کہ وہ انگریزی حکومت کا خود کاشتہ پودا ہیں، اسی لیے اپنے نبی بنانے والوں کی خدمت میں اپنی خدمات یاد دلا کر، یوں دست بستہ عرض پرداز ہوئے تھے:

التماس ہے کہ سرکار دولت مدار، ایسے خاندان کی نسبت، جس کو پچاس سال کے متواتر تجربے سے ایک وفادار، جانثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کا خیر خواہ اور خدمت گزار ہے۔ اس خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت عزم و احتیاط سے اور تحقیق و توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کو ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو عنایت و مہربانی کی نظر سے دیکھیں''۔ (غلام احمد قادیانی مرزا، تبلیغ رسالت، جلد ۷، ص ۱۹)

اپنی منقاروں سے حلقہ کس رہے ہیں جال کا
طائروں پر سحر ہے صیاد کے اقبال کا

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

اپنی اپنی قسمت

☆☆☆

مولانا ظفر علی خاں

قادیاں پہلے تو پاپا کا بڑا بھائی بنا
پھر وہ انگریزوں کے گھر کا معتبر نائی بنا

مذہبی صرافے میں نرخ اس کا گرتا ہی گیا
پیسے سے دھیلا ہوا اور دھیلے سے پائی بنا

دیکھ لو جا کر بہشتی مقبرے والوں کا حال
کوئی بھتنا ہو گیا کوئی پچھلپائی بنا

شرک ان چپکے ہوئے گالوں کا پوڈر ہو گیا
کفر کی اکڑی ہوئی گردن کی ٹکلائی بنا

اک نیا کذاب جب پیدا ہوا پنجاب میں
قادیاں اس طفل ناہموار کی دائی بنا

اپنا اپنا ہے مقدر اپنا اپنا ہے نصیب
ہو گیا کوئی مسلماں کوئی مرنائی بنا

☆☆☆

قادیانیت

☆☆☆

رنگون: یکم ستمبر: ۱۹۳۶ء

پکڑ فولاد سے بھی ہے مری سخت
میرا سینہ ہے چکلا اور چوڑا

غلام احمد مرا لوہا گیا مان
اٹھایا میں نے جب دیں کا ہتھوڑا

ہر اک میداں سے بھاگے قادیانی
کہ ان کا پیشوا بھی تھا بھگوڑا

بشیر الدین کا ٹٹو تھا مریل
لگے چابک نہ لیکن پھر بھی دوڑا

چڑھی گھی کی کڑاہی قادیاں میں
کنھیا نے تلا اپنا پکوڑا

اگر منہ زور ہے باطل کا گھوڑا
تو میرے پاس بھی ہے حق کا کوڑا

چلی پنجاب میں جب دیں کی گاڑی
تو اٹکا قادیانیت کا روڑا

کیا مرزا نے بد نام انبیاءؑ کو
محمد مصطفےٰ تک کو نہ چھوڑا

دیئے اسلام کو چرکے جنھوں نے
انھیں سے اس نے اپنا رشتہ جوڑا

نبوت لنگڑی اور اندھی خدائی
ملا ہے خوب ان دونوں کا جوڑا

یہی اس کی نبوت کی ہے پہچان
کہ مر کر بھی نہ منہ لندن سے موڑا

☆☆☆

تازہ بہ تازہ

ختم نبوت پر ایک اور حملہ

ابوطلحہ نوری

آل دیوبند کے مایہ ناز سپوت مولوی اجمل قادری صاحب کا بیان ہے

''ہم نوابزادہ (نصر اللہ) صاحب کو سیاست کا پیغمبر تسلیم کرتے ہیں ۔اور ان کی سیاست میں ایمان لانے کا اعلان کرتے ہیں ۔انھوں نے کہا کہ ہم کبھی صدر پرویز مشرف کے حامی نہیں رہے'' (نوائے وقت ۲۰ اگست ۲۰۰۳ء سر راہے)

مولوی اجمل قادری صاحب آل دیوبند کے قطب لاہور مولوی احمد علی لاہوری صاحب کے لخت جگر ہیں ۔مولوی احمد علی لاہوری نے مخدوم ملت حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان اقدس میں گستاخی کرتے ہوئے شوشہ چھوڑا تھا کہ ان کا مزار قلعہ لاہور میں ہے ۔موجودہ جگہ پر نہیں ۔اس شوشے پر پورے امت محمدیہ کی طرف سے ان پر ''فئے منہ'' کی برسات ہوئی تھی ۔اب ان کے لخت جگر نے حضرت داتا ہجویری کے جد کریم سیدنا تاجدار ختم نبوت ﷺ کی شان ختم نبوت کو یکسر فراموش کرتے ہوئے ایک ناکام سیاستدان ،اور آزاد خیال انسان نوابزادہ نصر اللہ کو ''پیغمبر سیاست'' قرار دیا ہے اور ان کی سیاست پر ''ایمان'' لانے کا اعلان کیا ہے ،واقعی گروجھاں دے ٹپنے چیلے جان چھڑپ

آل دیوبند کی یہ ''تاریخی اوقات'' ہے کہ اس نے ہمیشہ ''شان نبوت'' کا مذاق اڑایا ہے ۔اس کے رہبر اعظم مولوی ''قاسم العلوم والخیرات'' نانوتوی صاحب نے بھی ختم نبوت پر حملہ کرتے ہوئے کہا تھا ''اگر کوئی اور نبی بھی آجائے تو خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آتا'' راہبر اعظم کے اس فرمان پر یہ ذریت پوری طرح عمل پیرا رہی اور کوئی نہ کوئی پیغمبر تلاش کرتی رہی ۔مولوی اشرفعلی تھانوی کا کلمہ بھی جاری کیا گیا ،''لا الہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ'' پھر اس ''رسول دیوبند'' پر درود بھی پڑھا گیا ۔اس کی تصدیق مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب بھی کرتے رہے ۔مولوی رشید احمد گنگوہی کو ''بانی اسلام کا ثانی'' قرار دیا گیا ۔اور ان کے منہ سے نکلنے والی ہر بات کو ''حق'' تصور کیا گیا ۔ان تمام حقائق کے حوالے موجود ہیں ۔اب آل دیوبند کو ایک اور مبارک ہو ،اس کے ایک رہنما نے ایک اور ''پیغمبر سیاست'' تلاش کرلیا ہے ۔اس کامیابی پر ختم نبوت کی خدمات کے دعویدار دیوبندی علماء کے تاثرات نجانے کیا ہوتے ہیں ،ایک بات طے ہے کہ لوگوں نے کبھی اپنی چارپائی کے نیچے کبھی ڈانگ نہیں پھیری ۔دیکھئے جناب رشید احمد صاحب بھی ان کو کوسنے دے رہے ہیں کہ مولوی فضل الرحمن اینڈ کمپنی نے ہمیں داتا صاحب کے لنگر سے روکا اور خود سکھوں اور ہندوؤں کا پرشاد کھا آئے ۔ہمیں محفل میلاد مصطفےٰ کے موقع پر قیام وسلام سے منع کیا لیکن خود واجپائی اور ایڈوانی جیسے کافروں کے لئے قیام بھی کرتے رہے اور سلام بھی جھپتے رہے ۔ان کے ''بزرگ'' اندرا گاندھی کے لیے قیام و سلام کے گجرے نچھاور کرتے رہے ۔ہمارا خیال ہے جس طرح شیخ رشید صاحب کو تھوڑی بہت عقل آگئی ہے اس طرح قوم کے اور بھی کارپردازوں کو عقل آجائے گی ۔کیونکہ ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی ۔تو بات ہو رہی تھی ،مولوی اجمل قادری بلکہ اجہل پادری صاحب کی ،یہ مولوی صاحب بڑے مولوی صاحب ہیں ،انہوں نے کئی مرتبہ اسرائیل کے ساتھ اپنے قلبی و نسبی رشتوں کا اظہار کیا ہے ،آل دیوبند کی تبلیغی جماعت پر افغانستان اور سعودی عرب میں تو پابندی ہے لیکن اسرائیل میں کوئی پابندی نہیں ۔شاید یہ بھی یہودی فکر کی کارستانی ہے کہ انھوں نے نوابزادہ نصر اللہ کو ''پیغمبر سیاست'' بنا دیا ہے ۔سیاست کے معاملات میں دیوبندی قوم نے ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو کوئی اہمیت نہیں دی ،پچھلے دنوں ڈاکٹر صفدر صاحب نے اپنے ایک مضمون میں کانگریسی مولوی حسین احمد مدنی کا واقعہ لکھا کہ وہ بنگال کے سیاسی دورے پر تھے تحریک پاکستان زوروں پر تھی ،انھوں نے خود بیان کیا کہ حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی ہے ،آپ نے فرمایا کہ ''پاکستان بن کر رہے گا'' کسی نے کہا مولوی صاحب پھر آپ مسلم لیگ کی حمایت کریں ۔مولوی صاحب نے کہا (بقیہ خبر نامہ کے بعد ملاحظہ فرمایئے)

خبرنامہ

طاہر نقاش

☆.....مجلۃ الحقیقہ کے مدیر مسئول مولانا غلام مصطفٰے مجددی نے ”داتا زید کا“ نزد قلعہ کالروالا میں ایک تربیتی کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے ”حیات مسیح“ پر دلائل دیے۔اور قادیانیوں کے جملہ اعتراضات کا علمی محاسبہ کیا۔کنونشن کی صدارت پیرطریقت پیر سید شاہد حسین شاہ صاحب نے فرمائی۔”داتا زید کا“ قادیانیوں کا گڑھ سمجھا جاتا ہے،یہ گاؤں سرظفر اللہ خان قادیانی کا ننھیال بھی ہے۔اس گاؤں میں حضرت علامہ مولانا محمد افضل قاسمی فیروزی نے تربیتی کنونشن کا اہتمام کیا،جس میں اہل اسلام کے جم غفیر نے شرکت فرمائی۔اللہ کریم ان کی کاوشوں کوشرف قبولیت عطا فرمائے۔

☆.....غلبہ حق کی ملک گیر تنظیم شیران اسلام کے مرکز نقش لاثانی نگر کی جامع مسجد خاتون جنت کے نورانی ماحول میں مورخہ ۲۴ اگست ۲۰۰۳ کو صبح دس بجے عظیم الشان تربیتی کنونشن منعقد ہوا۔جس کی صدارت مفکر اسلام حضور پروفیسر محمد حسین آسی صاحب سرپرست اعلیٰ شیران اسلام نے فرمائی۔جب کہ ملک بھر سے جید علماء کرام نے شرکت فرمائی۔مولانا محمد صدیق ضیاء صاحب،مولانا نورالمصطفٰے رضوی،مولانا محمد نواز ڈسکوی، مولانا محمد سعید قادری،مولانا شمس الدین نقشبندی،مولانا محمد سعید عامر حسینی قابل ذکر ہیں۔مختلف اضلاع کے امیروں نے اپنی کارکردگی پر روشنی ڈالی اور حاضرین سے داد تحسین وصول کی۔تربیتی کنونشن میں درس قرآن مجلۃ الحقیقہ کے مدیر مسئول مولانا غلام مصطفٰے مجددی نے پیش کیا۔آخر میں مرکزی امیر جناب شجاعت علی مجاہد صاحب نے شیران اسلام کے علمی اور فکری منصوبوں پر روشنی ڈالی۔اس سلسلے میں سیالکوٹ ایمن آباد میں ہونے والے تین روزہ تربیتی کنونشن کے مرتب شدہ پروگرام سے حاضرین کو آگاہ کیا۔تربیتی کنونشن مورخہ ۱۹ ستمبر بروز جمعۃ المبارک تا ۲۱ ستمبر اتوار منعقد ہوگا۔جس میں مولانا عبدالرزاق صاحب،مولانا خالد متین صاحب،مولانا نورالمصطفٰے رضوی صاحب،اور دیگر علماء کرام اپنے خطابات سے نوازیں گے۔شیران اسلام کے قافلے مختلف شہروں سے شرکت کی سعادت حاصل کریں گے۔کنونشن کی آخری نشست کی صدارت سرپرست اعلیٰ حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی صاحب فرمائیں گے،انشاء اللہ العزیز۔دیگر احباب اسلام سے شرکت کی اپیل کی جاتی ہے۔تفصیلات کے لئے دفتر مجلۃ الحقیقہ شکر گڑھ سے رابطہ کریں۔

☆.....شیران اسلام حلقہ پنڈی سینیاں شکر گڑھ کی طرف سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دن نہایت تزک واحتشام سے منایا گیا۔مولانا غلام مصطفٰے مجددی،مولانا محمد سہیل نقشبندی اور مولانا غلام دستگیر نے حضرت تاجدار صداقت کے کردار اور فضائل پر روشنی ڈالی۔جناب طاہر نقاش نے نقابت فرمائی۔

☆.....شیران اسلام کے مرکز میں تاجدار صداقت کی یاد میں عظیم الشان محفل سجائی گئی۔جس کی صدارت مفکر اسلام قبلہ عالم پروفیسر محمد حسین آسی صاحب نے فرمائی۔مولانا غلام مصطفٰے مجددی،مولانا محمد سعید عامر،مولانا محمد سعید قادری،مولانا طارق نقشبندی،مولانا الحاج محمد اخلاق نقشبندی اور نعت خوان حضرات نے شرکت فرمائی۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا۔

بقیہ: ختم نبوت پر ایک اور حملہ

سیاسی اور تکوینی معاملات میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ضروری نہیں۔دینی معاملات میں ضروری ہے(ملخصا)ڈاکٹر صفدر صاحب نے یہ واقعہ لکھنے کے بعد کہا ہے کہ میں اس پر تبصرہ نہیں کرنا چاہتا،لیکن ہم کہتے ہیں کہ تبصرہ ضرور کرنا چاہیے تھا۔کیونکہ یہ ان کے ایمان کا تقاضا تھا جو دنیا کی ہر چیز سے زیادہ مقدم ہے۔بہر حال،آپ نے دیکھا کہ جسطرح مولوی احمد حسین مدنی نے گاندھی جی کو پیغمبر سیاست تسلیم کیا تھا اس طرح' مولوی اجمل پادری' نے نصر اللہ کو پیغمبر سیاست تسلیم کیا ہے۔ادھر” بابائے جمہوریت“میں بھی اگر ایمان کی رتی ہوتی تو فوراً غیرت کا مظاہرہ کرتے اور کہتے؛”سیاست کے پیغمبر بھی پیغمبر برحق ﷺ ہیں،میں تو ان کا امتی ہوں،مولوی صاحب آپ کو اپنے ایمان کے ساتھ ساتھ میرے ایمان کا بیڑا غرق نہیں کرنا چاہیے“لیکن ہر وقت حقے کی طرح گڑ گڑ کرنے والا”بابائے جمہوریت“بھی شاید اس”شبھ گھڑی“کا منتظر تھا،کوئی اسے”پیغمبر سیاست“کہے اور اس کا”امتی“ہونے کا اعلان کرے۔”پیغمبر سیاست“کے ساتھ”ایمان“کا لفظ استعمال کرنا کتنا خوفناک زہر ہے جو ایمان کی ہلاکت کا باعث ہے،یا اللہ!اس قوم کو ایسی لعنتوں سے محفوظ فرما۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تین روزہ تربیتی پروگرام

محترم جناب!.. السلام علیکم!

غلبہ دین حق کی بحالی اور احیائے دین کی عظیم تحریک شیران اسلام پاکستان نے اپنے مرکزی سیکرٹریٹ کے پرفضا اور باوقار ماحول میں تین روزہ تربیتی پروگرام کا اہتمام کیا گیا ہے۔

جس میں ملک بھر سے آنے والے عہدیداران، کارکنان اور دیگر احباب کی تحریکی، تنظیمی، دعوتی اور نظریاتی تربیت کیلئے وطن عزیز کے معروف و مستند مذہبی دانشور، سکالرز اور عمائدین کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ طاغوتی استحصالی اور عالم اسلام کی تشویشناک صورت حال، یہود و نصاریٰ اور قادیانیوں کی سرگرمیوں، اہداف وارادات اور پاکستان میں ان قوتوں کی کارستانیاں کے بارے میں لیکچرز ہونگے۔ اور مسلک حق کی جدید تقاضوں، تبلیغ، ترویج، اور اشاعت کے بارے پروگرام تشکیل دیا جائے گا۔

تین روزہ تربیت گاہ کی افتتاحی تقریب 19 ستمبر 2003ء بروز جمعۃ المبارک 9:00 شب اور اختتامی تقریب 21 ستمبر اتوار صبح 9:30 بجے مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی صاحب کی صدارت میں ہوگی۔

آپ سے التماس ہے کہ آپ اسکی مختلف نشستوں میں تشریف لا کر اپنی علمی، تحقیقی اور ماہرانہ خدمات و مشاہدات سے نوازیں۔ اگر خدانخواستہ ایسا نا ممکن ہو تو اختتامی تقریب میں ضرور تشریف لائیں اس سے ہماری حوصلہ افزائی ہوگی۔

غلبہ دین کی بحالی کی عظیم تحریک

خدا کے فضل و کرم اور پیغمبر اسلام ﷺ کی بے پایاں رحمتوں کی بدولت غلبہ دین کی بحالی کی عظیم تحریک شیران اسلام پاکستان نے اپنے مرکزی سیکرٹریٹ (مہر ٹاون ایمن آباد روڈ سیالکوٹ) کے پرفضا اور باوقار ماحول میں قومی سطح کی ایک منفرد تین روزہ تربیتی پروگرام کا اہتمام کیا ہے، جس میں تحریکی، تبلیغی، دعوتی اور تنظیمی تربیت اور فہم قرآن و سنت کیلئے ملک بھر سے مستند اور معروف ارباب علم و دانش کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔

تین روزہ تربیتی پروگرام کی تفصیل

افتتاحی نشست: 19 ستمبر 2003ء جمعۃ المبارک 9:00 بجے شب

صدارت: مفکر اسلام حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی صاحب (سرپرست اعلیٰ ماہنامہ مجلۃ الحقیقہ)

تلاوت ۔ حمد و نعت ۔ کلام اقبال ۔ ترانہ تحریک۔ تربیتی پروگرام کی تفصیلات اور مقاصد کے حوالے سے تعارفی گفتگو

دعا........................اختتام

دوسری نشست: 20 ستمبر 2003ء ہفتہ، بعد از نماز فجر 5:00 صبح

درس قرآن:..................(15 منٹ)............................ دعا

7:30 بجے ناشتہ

تیسری نشست 20 ستمبر 2003ء بروز ہفتہ صبح 9:00 بجے تا 12:30 دوپہر تک

لیکچر.......................... مذاکرہ .... سوالات و جوابات

چوتھی نشست 20 ستمبر 2003ء بروز ہفتہ 2:30 بجے تا 4:30 بجے تک

لیکچر.................. مباحثہ .... سوالات وجوابات

وقفہ برائے نماز عصر ، بعداز نماز عصر باہمی ملاقاتیں، تبادلہ خیالات، تعارف، بعداز نماز مغرب کھانا

پانچویں نشست : 20 ستمبر 2003ء بروز ہفتہ، بعداز نماز عشاء 9:00 بجے

عنوانات:

۱......تحفظ ناموس رسالت ﷺ ۲......عقیدہ ختم نبوت ﷺ ۳......مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ ۴......ہم کہاں کھڑے ہیں اور ہماری ذمہ داریاں

لیکچرز:

بین الاقوامی دانشور، ادیب، محقق (مجاہدین ختم نبوت) ☆......حضرت علامہ طاہر عبدالرزاق صاحب (لاہور)

☆......حضرت علامہ متین خالد صاحب (لاہور) ☆......حضرت علامہ محمد حسین کلیالوی صاحب (لاہور)

چھٹی نشست :21 ستمبر 2003ء ، اتوار صبح 5:00 بجے

درس حدیث...............................صرف 15 منٹ

ساتویں نشست: 21 ستمبر 2003ء ،اتوار صبح 9:30 بجے

اختتامی تقریب : صدارت: مفکر اسلام حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی صاحب

تلاوت ، حمد و نعت ، ترانہ تحریک ، آئندہ لائحہ عمل خطابات..........................طعام

نوٹ ☆......اختتامی تقریب میں مشائخ عظام، معروف مذہبی دانشور سکالرز، پروفیسرز اور دیگر طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے احباب اور دیگر حضرات شرکت فرمائیں گے۔

☆......آپ کو اس مقدس تقریب میں بطور مہمان دعوت دی جاتی ہے۔

☆......تمام حضرات وقت کی پابندی کا خیال رکھیں۔

مزید معلومات کیلئے

پروگرام انچارج!

☆مرکزی ناظم اعلیٰ صاحبزادہ نور المصطفےٰ رضوی صاحب (سانگلہ ہل) 0467-702081

☆محمد عارف مجاہد صاحب (سیالکوٹ)............0432-540536-610115

☆حافظ محمد اظہر نعیم صاحب مرکزی رابطہ سیکرٹری (شکرگڑھ) 04344-450752

☆علامہ قاری خالد محمود صاحب مرکزی رہنما (گوجرانوالہ)

☆شمس الدین نقشبندی صاحب مرکزی سیکرٹری نشرواشاعت (لاہور) 042-7611148

☆علامہ خواجہ حکیم غلام رسول وانی صاحب صوبائی امیر پنجاب (اسلام آباد)

☆محمد صدیق ضیاء صاحب صوبائی امیر صوبہ سرحد (تربیلہ ڈیم) 0995-661586

☆حاجی عبدالرزاق صاحب ممبر رکن مجلس شوریٰ (ڈسکہ)

☆جناب رانا عطاالحق صاحب ڈویژنل امیر گوجرانوالہ (شکرگڑھ) 04344-451734

☆محمد عاصم محمود صاحب ضلعی امیر لاہور 042-5174219

شیران اسلام کنونشن

.........عبدالرشید (راولپنڈی)

۱۹ اگست ۲۰۰۳ بروز ہفتہ بعد نماز ظہر، بمقام: وانی ہاؤس اسلام آباد

صدارت: علامہ خواجہ حکیم غلام رسول وانی صاحب ،صوبائی امیر پنجاب

مہمان خصوصی: شجاعت علی مجاہد مرکزی امیر شیران اسلام

محمد عارف مجاہد مرکزی رہنما شیران اسلام

کمپئیر: عبدالرشید ناظم اعلیٰ راولپنڈی

تلاوت کلام مجید: قاری محمد احمد تبسم آف کوٹلی آزاد کشمیر

نعت: معراج الدین صاحب ،واہ کینٹ

درس قرآن مجید: حضرت مولانا محمد یعقوب نقشبندی، خطیب جامع مسجد غوثیہ راولپنڈی

ابتدائی گفتگو: شیران اسلام کے سٹیج سیکرٹری نے اپنی گفتگو کا آغاز مسلمانوں کی مجموعی صورت حال بیان کرتے ہوئے کیا۔انھوں نے حالت وواقعات
کی روشنی میں بتایا کہ شیران اسلام وقت کی ضرورت ہے۔اس کی قیادت عالم اسلام کے حالات وواقعات ومسائل پر گہری نظر رکھے ہوئے ہے۔اور اسلام دشمن
قوتوں کی سازشوں کے سدباب کے لیے،نوجوانوں کا ایک منظم قافلہ تیار کیا جارہا ہے۔تاکہ دین حق کی سربلندی کے لیے جدید تقاضوں کے مطابق کام کیا جائے
انھوں نے کہا کہ مسلمان کفر اور طاغوت کی ظلم وستم کی چکی میں پس رہے ہیں اور پوری قوم خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہی ہے۔ایسے تشویش ناک ماحول میں
شیران اسلام امید اور روشنی کی ایک کرن ہے جس کے پلیٹ فارم پر شمع رسالت کے پروانوں کا اتحاد ضروری ہے
راولپنڈی کے جنرل سیکرٹری نے اپنی تقریر کے دوران تحریک کا ترانہ پیش کیا اور مفکر اسلام حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی صاحب کے کلام سے منتخب انقلابی
اشعار بیان کیے اور مرکزی امیر کی ختم نبوت اور دیگر محاذوں پر خدمات پر خراج تحسین پیش کیا۔
کنونشن میں صوبائی امیر کی تجویز پر ملک کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے احباب کو مختلف عہدوں پر فائز کیا گیا جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔
ضلع پشاور کی امارت کے لیے محترم بابر علی رحمانی، رابطہ سیکرٹری معراج الدین رحمانی۔کوٹلی ضلع آزاد کشمیر کے لیے محمود احمد تبسم کو منتخب کیا گیا اور سابقہ اجلاس میں منتخب
ہونے والے عہدیداروں کے انتخاب کی تصدیق کی گئی۔جو کہ درج ذیل ہیں

محمد اسلام باجوہ صاحب امیر ضلع راولپنڈی واسلام آباد ، عبدالرشید صاحب ناظم اعلیٰ ضلع راولپنڈی واسلام آباد،

محمد اکرم خٹک صاحب امیر ضلع اٹک شیران اسلام

مرکزی خطاب

کنونشن کے آخر میں مرکزی امیر شجاعت علی مجاہد نے تقریر کرتے ہوئے ملکی و بین الاقوامی حالت و واقعات پر روشنی ڈالی ،اسلام دشمن قوتوں کی اندرون ملک
سازوں اور سرگرمیوں سے حاضرین کو آگاہ کیا۔انھوں نے اپنی تقریر میں پاکستان کے اندر عیسائی مشنریوں اور قادیانیوں کی تبلیغی و شرپسندانہ سرگرمیوں کی تفصیلات
بیان کیں۔ملک میں فرقہ وارانہ فسادات اور دہشت گردی کے اسباب اور وجوہات بیان کرتے ہوئے کہا کہ اہل سنت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اب بیدار
ہوجائیں کیونکہ اسلام اور ملک کا جتنا درد ان کے سینوں میں ہے کہیں اور نہیں۔لہٰذا انھیں اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہیں۔انھوں نے تحریک شیران اسلام کے
اغراض ومقاصد نصب العین طریقہ تبلیغ اور تحریکی سرگرمیوں اور تین روزہ کنونشن کی افادیت واہمیت پر روشنی ڈالی۔

مرکزی امیر نے خطاب کے آخر پر ستمبر 2003 کو سیالکوٹ میں ہونے والی تین روزہ تربیت گاہ کے پروگرام شیڈول اور طریقہ کار پر روشنی ڈالی۔اور
بھرپور شرکت کی دعوت دی۔

انھوں نے عہدیداروں کا مبارک باد پیش کی اور خواجہ فتح شیخ غلام رسول۔عبدالسلام باجوہ اور عبدالرشید کی کوششوں کو سراہا۔اور زبردست انداز میں ان کی خدمات کا

ذکر کیا۔

کنونشن میں صدارتی خطبہ دیتے ہوئے صوبائی امیر نے فرمایا کہ قوم کو بیدار کیا جائے اور جہاد کیلئے تیار کیا جائے۔اور قوم کو جہاد اور فساد میں فرق بتایا جائے۔کفر کا مقابلہ کرنے کیلئے جہاد وقت کی ضرورت ہے اور جہاد عشق رسول ﷺ کے بغیر فساد اور شرارت ہے۔انہوں نے مرکزی امیر کی تقریر کی تائید کرتے ہوئے شیران اسلام کے پیغام کو عام کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

وانی صاحب نے دعا کے ساتھ کونشن کا اختتام ہوا۔

بعد میں مقامی علماء کرام نے شیران اسلام کے مرکزی قائدین کو شیران اسلام کے اغراض و مقاصد کے ساتھ دل و جان سے اتفاق کرتے ہوئے یقین دلایا کہ دین برحق کی سربلندی کیلئے ہم بطور ورکرتن، من، دھن قربان کردیں گے۔تمام حاضرین نے شیران اسلام کی خدمات اور پروگرام کو زبردست انداز میں سراہا اور مفکر اسلام قبلہ آسی صاحب اور مرکزی امیر شجاعت علی مجاہد کی دینی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا۔

خصوصی اجلاس

9 اگست 2003 بروز ہفتہ، بعد از نماز عشاء

بمقام : باجوہ ہاؤس راولپنڈی

صدارت: محمد اسلام باجوہ امیر شیران اسلام، شجاعت علی مجاہد مرکزی امیر ، محمد عارف مجاہد مرکزی رہنما ،عبدالرشید ناظم اعلیٰ اسلام آباد

محمد عاطف باجوہ ضلعی رہنما راولپنڈی

کے علاوہ دیگر احباب نے شرکت کی،

۱......اجلاس میں راولپنڈی شیران اسلام کے امیر محمد اسلام باجوہ صاحب اسلام آباد اور راولپنڈی میں تنظیم سازی وتحریکی سرگرمیوں سے قیادت کو آگاہ کیا،اور آئندہ لائحہ عمل کے بارے میں تبادلہ خیال کیا۔

۲......مزید برآں اجلاس میں تین روزہ مرکزی تربیت گاہ بمقام سیالکوٹ کے بارے میں پنڈی اور اسلام آباد کی بھرپور شرکت پر زور دیا گیا اور تربیت گاہ کے انتظام وانصرام وغیرہ کے بارے میں مشاورات اور تبادلہ خیال کیا اور مرکزی امیر کی قیادت ملک گیر دوروں کے بارے میں بات چیت برتی۔

۳......مجلۃ الحقیقہ کی ترسیل واشاعت کے بارے میں بھی مشاورت برتی

شرکاء اجلاس

نام

شجاعت علی مجاہد (سیالکوٹ) قبلہ خواجہ غلام رسول وانی (اسلام آباد) محمد عارف مجاہد (سیالکوٹ) محمد اسلام باجوہ (راولپنڈی)

قاری غلام مصطفےٰ غوری (راولپنڈی) حافظ شوکت حیات (راولپنڈی) اعجاز خان (راولپنڈی) اسد وارث (راولپنڈی)

خواجہ طارق محمود وانی (آزاد کشمیر) قاری محمود احمد تبسم (راولپنڈی) بابر علی (راولپنڈی) معرج الدین (واہ کینٹ) محمد یعقوب چشتی (راولپنڈی)

خواجہ احتشام رسول وانی (اسلام آباد) ایاز احمد (راولپنڈی) عبدالرشید (راولپنڈی) گل حسین (صوابی)

تحریک شیران اسلام پاکستان

۱......اجلاس میں فیصلے خواجہ غلام رسول وانی کی تجویز پر تمام شرکاء اجلاس نے بھرپور تائید کی پشاور شاخ کی امارت کیلئے محترم بابر علی صاحب رابطہ سیکرٹری سے معراج رحمانی صاحب کے نام پیش کئے گئے۔لہذا آج سے یہ دونوں مجاہد اپنی استطاعت کے مطابق تحریک شیران اسلام کے اغراض ومقاصد کیلئے فرائض سرانجام دیں گے۔

جناب خواجہ غلام رسول نے ضلع کوٹلی آزاد کشمیر کی امارت کیلئے محمود اختر تبسم کا نام پیش کیا جسے تمام حاضرین نے بھرپور تائید سے نامزد کرایا ہے کوٹلی آزاد کشمیر کے امیر محمود احمد تبسم کا آج سے اپنے علاقہ میں شیران اسلام کی شاخیں قائم کریں گے اور مرکز سے رابطہ رکھیں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا اللہ عزوجل — احمد رضا کے فیض کا در ہے کھلا ہوا — ہے قادری فقیروں کا جھنڈا گڑا ہوا — یا رسول اللہ ﷺ

عرس مبارک و دستارِ فضیلت جلسہ

دوسرا سالانہ

19 شعبان المعظم

بمطابق 16 اکتوبر 2003ء بروز جمعرات

زیر سرپرستی

قائد مشائخ پیر محمد فضل حق رضوی قادری

سجادہ نشین آستانہ عالیہ محدث کبیر اعظم آباد فیصل آباد

مہتمم صدر دوم جامع العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ

حضرت محدث کبیر علیہ الرحمۃ پاکستان

سلطان المحققین تاج المدققین امام المفسرین سند المحدثین بحر العلوم

استاد العلماء راس الفقہا قطب الاولیا مخزن عشق رسول، محدث کبیر

شیخ الحدیث حضرت علامہ الحاج غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ قادری رضوی شارح بخاری شریف

خطابات

مناظر اسلام خطیب یورپ و پاکستان حضرت علامہ عبدالتواب صدیقی صاحب اچھروی لاہور

شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی گل احمد خان عتیقی صاحب میرپور آزاد کشمیر

مفکر اسلام پیکر شرافت حضرت علامہ مولانا محمد نور المصطفیٰ رضوی صاحب

مناظر اسلام حضرت علامہ مفتی جمیل احمد رضوی صاحب شیخوپورہ

مہمانِ خصوصی

حضرت خواجہ شاہ محمد نجم الحسن صابری چشتی حنفی مدظلہ العالی

راجپوری سرکار کنجوانی شریف

ملک کے نامور علماء مشائخ کرام و نعت خواں حضرات تشریف

لا رہے ہیں نعت خواں حضرات وقت کی پابندی کریں

پیر محمد فضل الرحمٰن رضوی ناظم اعلیٰ

جامع العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ آستانہ عالیہ

چمنستان حضرت محدث کبیر اعظم آباد فیصل آباد

فون: 041-694336-37
0300-9654373

Monthly **Mujillah Al-Haqiqa** September 2003
Reg. No. C.P.L 590

قطبِ سبحانی محبوبِ ربانی شہبازِ لامکانی

حضرت پیر سیّد

جماعت علی شاہ

لاثانی علی پوری قدس سرہ النورانی

کا مرکزی سالانہ

عرس مبارک

بتاریخ یکم 2 اکتوبر سنہ 2003

بروز بدھ جمعرات

زیرِ صدارت

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت فخرالسادات حضرت

پیر سیّد ظفر اقبال شاہ

دامت برکاتہم العالیہ

زیبِ سجادہ
آستانہ عالیہ لاثانیہ
علی پور سیداں شریف ضلع [illegible]ال

جیّد علمائے کرام مشائخ عظام قراء حضرات ثناخوانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لا رہے ہیں

اس بابرکت محفل میں
شرکت فرما کر سعادت دارین
حاصل کریں

منجانب بزمِ لاثانی پاکستان تحصیل شکرگڑھ